یااللہ مدد　　لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ　　حق چاریارؓ

تقیّہ نہ کیجئے!

مناظرہ اوربینٹ ہال ڈربن ساؤتھ افریقہ کی مکمل کاروائی مابین

آیۃ اللہ الحسینی (ایران)

اور

علامہ ڈاکٹر خالد محمود (مانچسٹر)

تحریر: حافظ محمد عرفان عالم

تیارکردہ: حق چاریارؓ میڈیا سروسز

Haq Char Yaar Media Services

www.kr-hcy.com

A Project of HCY-Global

جنوبی افریقہ میں تقیہ کے موضوع پر کھلا مناظرہ

حضرت علامہ خالد محمود کو جنوبی افریقہ کے تبلیغی دورہ کیلئے دعوت دی گئی ایرانی سفارت خانہ کے آیت اللہ الحسینی نے جمعیت علماء نٹال کے مولانا محمد یونس پٹیل کو تبادلہ خیالات کی دعوت دی تبادلہ خیالات کا لفظ بھی حیثیتاً اختیار کیا گیا جبکہ اصل مقصود مناظرہ تھا جس کے لئے پاکستانی آیت اللہ انعام حیدر مقیم کیپ ٹاؤن (افریقہ) کو بھی بلایا گیا تھا - - یہاں کے سنی مسلمان ہرگز نہ چاہتے تھے کہ خوامخواہ یہاں فرقہ وارانہ فضا پیدا ہو اور یہاں کے حالات پر اسکا اثر پڑے مگر شیعہ علماء کے اصرار نے انہیں مجبور کیا کہ اگر ان لوگوں کو اس طرح کی گفتگو کا شوق ہی ہے تو انکا یہ شوق بھی پورا کروا جائے اور جنوبی افریقہ کے مسلمانوں پر یہ بات کھل جائے کہ انکے عقائد کیا ہیں - چنانچہ ——— کو جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن میں ہوٹل میں مجلس مناظرہ کا اعلان کیا گیا۔ اس مناظرہ میں کیا ہوا اسے آپ اگلے صفحات میں خود ملاحظہ کریں گے تاہم یہ بات دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے کہ اس مناظرہ کے دوران شیعہ مناظر پریشان تھے اور اپنی کتابوں کے نام بھی بھول رہے تھے پھر ایسا بھی ہوا کہ سجدہ سہو کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ میں پہلے بھول گیا تھا۔

(نوٹ)

ہمیں باوثوق ذرائع سے یہ اطلاع ملی کہ اس مناظرہ کے فوراً بعد ایران کے مجتہدین کے مشورے سے علامہ آیت اللہ الحسینی کو واپس ایران بلا لیا گیا اور سفارت خانہ کو ہدایت کی کہ آئندہ وہ سنی مسلمانوں سے عقائد پر چھیڑ چھاڑ نہ کریں (تقیہ پر ہی رہیں) (نوٹ) یہ مناظرہ انگریزی زبان میں ہوا تھا ضرورت محسوس ہوئی کہ اسکا اردو ترجمہ بھی سامنے آجائے اس سے بہت سے تقیہ باز تقیہ سے نکل آئیں گے اسی ضرورت کے پیش نظر اس مناظرے کا اردو ترجمہ آپ کے سامنے ہے

حافظ محمد عرفان عالم (مرتب)

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر معاشرے میں لوگ دو طرح کے ہوتے ہیں عوام بھی اور خواص بھی - اولا وہ لوگ جن کی بات صرف انہی تک محدود ہوتی ہے انہیں عوام کہتے ہیں انکا کہنا اور کرنا کسی دوسرے پر حجت نہیں ہوتا - دنیا میں حق کا تصور دکھاوں پر موقوف نہیں وہ کسی دباؤ کے تحت کوئی غلط بات بھی کہدیں تو کسی دوسرے کے ایمان بگڑنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا انکا اپنا باطنی اخلاص قائم رہے دل ایمان پر مطمئن رہے تو وہ کفر تک کی بات بھی کہہ سکتے ہیں انکا ایمان ضائع نہیں ہوتا تاہم انکے لئے بھی یہ رعایت صرف ایک وقتی تقاضا کے تحت ہوتی ہے اس رخصت پر عمر گذار دینا انکے لئے بھی جائز نہیں ہوتا ایسے لوگوں کو ہم اہل رخصت کہتے ہیں

دوسرے وہ بڑے لوگ ہوتے ہیں جن پر حق کا اظہار موقوف ہوتا ہے وہ حق پر مضبوطی سے قائم نہ رہیں تو حق ظاہر نہیں ہوتا ان پر حق کا اظہار واجب ہوتا ہے گو انہیں کتنی سختیوں سے کیوں نہ گذرنا پڑے - ان میں صف اول میں انبیاء کرام آتے ہیں اور انکے ساتھ انبیاء کے وارث - وہ ائمہ کرام ہوں یا علماء اعلام جن کی زبان اور قلم انکے اپنے دور میں حق کا نشان سمجھی جاتی ہو اور مومنین کے دلوں کی دھڑکنیں انکی زبان کی جنبش کے ساتھ ساتھ چلتی ہوں انکی بات آسمانوں میں سنی جاتی ہے اور زمین والوں پر یہ دین کی حجت بنتی ہے وہ کسی دباؤ کے تحت دین کی بات غلط کہدیں تو لاکھوں انسانوں کے ایمان بدل جاتے ہیں اس صورت میں وہ حق اور صرف حق کہنے کے پابند رہتے ہیں البتہ جو بات دین کی نہ ہو اس میں کوئی بات بظاہر خلاف واقعہ کہدیں تو اسکا حکم مختلف ہے اس سے کسی کے ایمان ضائع جانے کا خدشہ نہیں ہوتا یہ حضرات دین میں آنے والی سختیوں کو بڑے صبر سے برداشت کرتے ہیں اور ان کو اہل عزیمت کہا جاتا ہے - قرآن کریم میں ہے

لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور - (پ ۴ آل عمران ۱۸۶)

(ترجمہ) البتہ تم مالوں اور جانوں میں آزمائے جاؤ گے اور تم اپنے سے پہلے اہل کتاب سے اور

مشرکین سے بہت سی اذیت ناک باتیں سنو گے اور اگر تم نے (ان مشکلات پر) صبر کیا اور پرہیزگاری اختیار کی تو یہ عزیمت کے کاموں میں سے ہے

ان اہل عزیمت میں پہلی صف انبیاء کی ہے وہ کبھی دین حق میں تقیہ نہیں کرتے وہ اہل زمین کیلئے آسمانی ہدایتوں کے وارث اور ترجمان ہوتے ہیں انکے بعد وہ اہل میثاق جن سے خدا تعالیٰ حق بیان کرنے کا عہد لے لے ان میں ائمہ کرام اور علماء اسلام سبھی داخل ہیں انکے لئے کسی مصلحت سے کتمان حق کو چھپانا جائز نہیں ہو، حالات کیسے ہی صبر آزما کیوں نہ ہو وہ حق کہنے کے پابند ہیں اور جان جانے کا خوف بھی انکے پائے استقلال میں لرزہ پیدا نہیں کر سکتا قرآن کریم میں ان اہل میثاق کو خاص طور پر ذکر کرکے انہیں حق چھپانے کی ممانعت کی گئی ہے کتمان حق انکے حق میں منع ہے اوپر ذکر کی گئی آیت کے فوراً بعد یہ بات فرمائی گئی

ہاں عوام کو جن کی بات دوسروں کیلئے حجت نہیں بنتی بوقت ضرورت تقیہ کی اجازت ہونی چاہئے اہل عزیمت کیلئے بھی یہی حکم ہے کہ جان پر کھیل جائیں لیکن خلاف حق بات نہ کہیں ہاں عام لوگوں کیلئے کچھ رعایت ہونی چاہئے اور وہ بھی صرف آنی طور پر اعتقادی طور پر نہیں وہ بھی ایک لمبے عرصے کیلئے تقیہ کے مجاز نہیں انہیں جونہی موقع ملے وہ اس دار الکفر سے ہجرت کر جائیں اسلام میں مستضعفین کی زندگی بسر کرنے کی کسی کو اجازت نہیں قرآن پاک میں اعتقادی تقیہ کرنے والوں کیلئے جہنم کی وعید صریح طور پر موجود ہے

لیکن بڑے لوگوں کیلئے جو آسمانی ہدایتوں کے ذمہ دار بنائے جاتے ہیں وہ انبیاء کرام ہوں یا علماء اعلام حق کو چھپانے کی اتنی بھی اجازت نہیں ہے اہل عزیمت اور ہیں اور اہل رخصت اور۔ اگر اہل عزیمت تقیہ کرنے لگیں تو آپ ہی بتائیں حق کا ظہور کیسے ہو گا؟

ایک دل کے بگڑنے کا اندیشہ ہو تو بھی تقیہ جائز نہیں

خاتم المجتہدین حضرت امام احمد بن حنبل (۲۴۱ھ) اپنے وقت کے چوٹی کے علماء میں سے تھے مسئلہ خلق قرآن میں حکومت نے اپنی رائے ان پر مسلط کرنی چاہی آپ نے اسے ماننے سے انکار کر دیا اب آپ پر ابتلاء کا وقت آگیا آپ نے قید و بند کی صعوبتوں کو تقیہ کرنے پر ترجیح دی آپ کو قید خانہ میں ڈال دیا گیا اور کبھی آپ کو قید خانہ سے نکال کر سرعام کوڑوں کی سزا دی جاتی لیکن آپ نہایت پامردی سے ثابت قدم رہے ایک شاگرد نے کان میں کہا حضرت کیا اب بھی اس آیت پر عمل کرنے کا وقت نہیں آیا کہ دل قائم رہے تو انسان اللہ بات کہدے

الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ

ولهم عذاب اليم (پ ۱۴ النحل ۱۰۶)
(ترجمہ) مگر جس کو مجبور کیا جائے اور اسکا دل ایمان پر قائم ہو لیکن جنہوں نے کفر کیلئے دل کھول دیا تو ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور انکے لئے بہت بڑا عذاب ہے
حضرت امام نے شاگرد کو پر جلال نظروں سے دیکھا اور فرمایا کہ یہ آیت مجھ سے متعلق نہیں یہ (آیت) ان لوگوں سے متعلق ہے جن کے خلاف حق بات کہنے سے کسی دوسرے کا ایمان نہ بدلے آج اگر میں اس ظلم وستم کے متعلق غلط مسئلے کا اقرار کرلوں تو بیشک میں اپنا ایمان تو بچالوں گا لیکن ان لاکھوں انسانوں کے ایمان کا کیا بنے گا جن کی منتظر نگاہیں میری زبان کی جنبش پر لگی ہوئی ہیں میں نے جونہی کوئی غلط فتویٰ دیا لاکھوں کے ایمان بدل جائیں گے انکا ذمہ دار حشر کے دن کون ہوگا؟ یہ آیت صرف ان لوگوں کو کلمہ کفر کہنے کی اجازت دیتی ہیں جن کے کلمہ کفر سے کسی اور کے ایمان بگڑنے کا اندیشہ نہ ہو اور اس سے متعلق صرف ایک دل ہو ایمان نہیں الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان میں قلبہ سے اسکا اپنا دل مراد ہے جن کا اثر دوسروں کے دلوں تک ہو ان سے یہ آیت متعلق ہی نہیں

حضرت امام احمد سیدنا حضرت علیؓ کے سچے پیرو تھے

حضرت امام احمد سیدنا حضرت علیؓ کے سچے پیرو تھے حضرت علیؓ کا یہ ارشاد ہر وقت انکی نظروں کے سامنے تھا
الايمان ان تؤثر الصدق حيث يضرك على الكذب حيث ينفعك (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۲۰۵)
(ترجمہ) ایمان یہ ہے کہ تو سچ کہنے کو جبکہ اس سے تجھے ضرر پہنچتی ہو جھوٹ پر ترجیح دے جب کہ جھوٹ کہنے سے تجھے کوئی فائدہ پہنچتا ہو
یہاں حضرت علیؓ اکراہ کے وقت سچ کہنے کو (تقیہ کے غلط کی بجائے) جھوٹ کے بالمقابل ذکر کرتے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ انکا مرتضوی میں تقیہ جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے جھوٹ جنس ہے جس کی ایک نوع تقیہ ہے قرآن کریم نے بھی مذکورہ بالا آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان میں مجبوراً خلاف حق بات کہنے کو جھوٹ کی ایک نوع کے طور پر ہی ذکر کیا ہے اس سے پہلے یہ آیت ہے
انما يفترى الكذب الذين لايؤمنون بآيات الله واولئك هم الكاذبون من كفر بالله من بعد ايمانه الا من اكره وقلبه مطمئن بالايمان

اس سے پتہ چلتا ہے کہ تقیہ بے جھوٹ کی ہی ایک قسم گو اسکا حکم یہ ہے کہ عامی کو بحالت مجبوری جھوٹ کہنے سے آخرت میں مواخذہ نہ ہوگا اگر اسکا اپنا دل ایمان پر قائم رہے لیکن جھوٹ جھوٹ ہی ہے اس پر مواخذہ ہو یا نہ ہو

مجبوری کی یہ صورت صرف عامی سے متعلق ہے بڑے لوگوں سے متعلق نہیں

عامی آدمی کے کلمہ کفر کہنے کا تعلق صرف انکے اپنے دل سے ہے دوسروں کے دلوں سے نہیں اگر اسکا دل مطمئن بالایمان ہو تو بحالت مجبوری وہ وقتی طور پر کلمہ کفر کہہ سکتا ہے دین فطرت نے اسے انکی اجازت دی ہے لیکن اگر کوئی پیغمبر یا امام ایسی بات کہے تو اسکا تعلق ہزاروں لوگوں کے دلوں سے ہوتا ہے اب صرف انکے اپنے دل کے مطمئن بالایمان ہونے پر اسے کلمہ کفر کہنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ جس طرح انکے لئے اپنے ایمان کو بچانا ضروری ہے دوسروں کے ایمان کو بچانا بھی ضروری ہوگا۔ یہاں قرآن کریم میں صرف یہ کہا گیا ہے وقلبہ مطمئن بالایمان دوسروں کے دلوں کیلئے مطمئن بالایمان ہونے کا ذکر نہیں کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی دی گئی یہ رخصت صرف چھوٹے لوگوں سے متعلق ہے بڑے لوگوں سے متعلق نہیں جن کی زبان کی ایک جنبش سے لاکھوں کے ایمان بنتے اور بگڑتے ہیں اس سے پتہ چلا کہ یہ آیت ہے ہی خاص (عامی لوگوں کیلئے) انکے لئے آگے کسی شخص کی ضرورت نہیں ہے

سو اہل عزیمت کبھی تقیہ نہیں کرتے اور چوبیس سال امتداوی تقیہ میں گزارنا یہ تو اور بھی بڑی پستی ہے اہل ایمان کبھی حضرت علی کے بارے میں اس زندگی کا تصور نہیں کرسکتے آپ تو شیر خدا تھے اور آپ کبھی درماندگی کا شکار نہ ہوسکے آپ خود فرماتے ہیں انی واللہ لو لقیتہم واحدا وھم طلاع الارض کلھا مابالیت ولا استوحشت (نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۸ مصر)

(ترجمہ) خدا اگر میں تنہا بھی اپنے مخالفین کے مقابلے میں نکل آؤں اور وہ تمام روئے زمین بھرے ہوئے ہوں تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہ ہوگی اور نہ مجھے کوئی وحشت (خوف) ہوگی

افسوس ہے اہل سنت اور شیعہ نے حضرت علیؓ کی دو طرفہ تصویر اختیار کی ہے اہل سنت کے ہاں آپ اہل عزیمت میں سے ہیں اہل تقیہ میں سے نہیں مگر شیعہ کے ہاں آپ انہی لوگوں میں سے تھے جن کے لئے طاقت سے دب کر خلاف حق بات کہنا اور خلاف حق اعمال اختیار کرنا جائز ہوجاتا ہے انکے ہاں آپ اہل تقیہ میں سے تھے اور عوام میں سے تھے اس باب میں انکے لئے کوئی تخصیص نہ تھی

سنی شیعہ اختلافات کا سنگ بنیاد

حضرت علی مرتضیٰ کے بارے میں یہ وہ دو راہیں ہیں جنہوں نے آگے جا کر سنی شیعہ اختلافات کو جنم دیا ایسا حضرت علی کے دور میں نہ ہوا بلکہ آپ کے مدتوں بعد جب شیعہ کے سب سے بڑے محدث محمد بن یعقوب الکلینی (۳۲۸ھ) نے پرانی چار سو تحریروں سے اپنی مرکزی کتاب الکافی مرتب کی۔

شیعہ حضرت علی مرتضیٰؓ اور اپنے دوسرے ائمہ کے لئے تقیہ بازی کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اہل سنت ان حضرات کو اہل عزیمت میں سے سمجھتے ہیں ان بڑے لوگوں میں سے جن کیلئے حق بات کہنا ہر حال میں ضروری ہوتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام انبیاء کرام سے دین مصطفوی کی نصرت کا وعدہ لیا تھا اللہ تعالیٰ نے وہاں اہل علم سے بھی دین حق کے برملا بیان کرنے اور اسے نہ چھپانے (اس میں تقیہ نہ کرنے) کا عہد لیا تھا

واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا یکتمونہ ۔ (پ ۴ آل عمران ۱۸۷)

(ترجمہ) اور جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے میثاق لیا کہ تم اس کتاب کو دوسرں کے سامنے ضرور بیان کروگے اور تم اسے چھپاؤ گے نہیں

اس سے معلوم ہوا کہ اہل میثاق پر وہ انبیاء ہوں یا دیگر اہل علم (جن پر انحصار حق موقوف ہوتا ہے) حق بیان کرنا واجب ہے اور انہیں کسی صورت میں بھی تقیہ کرنے کی اجازت نہیں ۔ کتمان حق بہت بڑا جرم ہے اور یہ ایک مستوجب لعنت فعل ہے جس کا ائمہ کرام اور علماء اسلام کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ قرآن کریم میں ہے

ان الذین یکتمون ماانزلنا من البینٰت والھدیٰ من بعد مابیناہ للناس فی الکتاب اولٰئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون ۔ (پ ۲ البقرہ ۱۵۹)

(ترجمہ) بیشک جو لوگ چھپاتے ہیں اسے جو اتارا ہم نے (وہ روشن دلائل ہیں اور ہدایت نامہ) بعد اس کے کہ ہم اسے کتاب میں لوگوں کے سامنے لاچکے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ بھی لعنت کرتا ہے اور دیگر لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں

جو لوگ کسی عارضی فائدے کی خاطر تقیہ کریں اور حق کو چھپائیں انکا تمام کھانا پینا تک حرام ٹھہرتا ہے اور وہ آخر کار جہنم میں دھکیلے جائیں گے قرآن کریم میں ہے

ان الذین یکتمون ماانزل اللہ من الکتاب ویشترون بہ ثمنا قلیلا اولٰئک مایاکلون

فی بطونھم الا النار ولا یکلمھم اللہ یوم القیامۃ ولا یزکیھم ولھم عذاب الیم - (پ البقرہ ۱۷۴ - ۱۷۵)

(ترجمہ) بیشک جو لوگ اللہ کی کتاب کو چھپاتے ہیں اور اسکے معاوضہ میں قلیل قیمت (چند دن کا آرام) وصول کرتے ہیں سو ایسے لوگ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام تک نہ کرے گا اور نہ انہیں انکی (کچھ نیکیوں کے عوض اس گناہ سے) پاک کریں گے اور ان کیلئے عذاب ہو گا دردناک

ظاہر ہے کہ یہ وعید اہل علم سے متعلق ہے جو جانتے ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا بات کی ہے یہ وعید عوام سے متعلق نہیں نہ ان پر جن پر حق کا ظہور موقوف نہ ہو کسی عامی کے حق بتانے چھپانے سے حق نہیں چھپتا اہل علم کے حق بات چھپانے سے حق چھپتا ہے خصوصاً جبکہ وہ انبیاء کرام ہوں یا ائمہ عظام یا من اہل علم میں سے ہوں جن سے حق گوئی کا میثاق لیا گیا ہو اور انہیں حق نہ چھپانے کی تاکید کی گئی ہو

شیعہ علماء کا یہ کہنا کہ یہ آیات کتمان حق کے بارے میں ہیں کہ حق نہ چھپاؤ تقیہ کے بارے میں نہیں وہ تو ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے

کیا کتمان حق اور تقیہ ایک ہیں

تقیہ اور کتمان شیعہ کے ہاں ایک ہی عمل کے دو نام ہیں انکی کتابوں میں جس طرح تقیہ کو ایک بڑا اونچا عمل قرار دیا گیا ہے - کتمان کو بھی ایک بڑی فضیلت کہا گیا ہے انکی حدیث کی سب سے بڑی کتاب اصول کافی کے باب ۲۲۹ کا عنوان ہے - باب الکتمان - اور اسکے تحت حضرت امام جعفر صادق کے نام سے مندرجہ ذیل حدیث گھڑی گئی ہے آپ اپنے شاگرد سلمان کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں

قال ابو عبداللہ یا سلمان انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ (اصول کافی مترجم ج ۳ ص ۲۷۸)

(ترجمہ) اے سلمان تم ایک ایسے دین پر ہو جو اسے چھپائے گا (اس میں کتمان کرے گا) اسے اللہ تعالیٰ عزت دے گا اور جو اسے واضح کرے گا (بات کھول دے گا) تو اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا۔

یہاں لفظ اذاعت قابل غور ہے اسکے معنی بات واضح کرنے کے ہیں یہ لفظ یہاں کتمان کے مقابل آیا ہے یہاں حق بیان کرنے اور حق چھپانے کو ایک دوسرے کے بالمقابل ذکر کیا ہے

اور حق چھپانے کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے یہی لفظ اوامت ایک دوسری جگہ تقیہ کے متعلق وارد ہوا ہے اور یہ روایت بھی حضرت امام جعفر صادق کے نام سے ہی وضع کی گئی ہے آپ نے فرمایا

قال الحسنة التقيه والسيئة الاذاعه (الكافی ج ۲ ص ۲۲۰)

(ترجمہ) نیکی تقیہ کا نام ہے اور برائی اسے واضح کرنا ہے نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتیں یہ لاتستوی الحسنة ولا السيئة کی تفسیر ہے جب لفظ تقیہ کے متعلق وارد ہے تو ظاہر ہے کہ تقیہ کتمان کے معنی میں ہوگا۔ سو ان روایات سے طبعاً ہوتا ہے کہ اثنا عشری شیعوں کے ہاں تقیہ کتمان حق کے معنی میں ہے اور وہ تمام آیات جو ہم یہاں کتمان حق کی مذمت میں پیش کرتے ہیں یہ سب انہی لوگوں کا واضح عمل ہیں جو تقیہ کے قائل ہیں۔ انکے علاوہ جو لوگ انکے شریک جرم ہیں وہ بھی اس درجہ میں تقیہ کے شیدا نہیں جس قدر یہ اثنا عشری تقیہ کے گرویدہ ہیں اور اسے ایک بڑی عبادت کہتے ہیں انکے ہاں تقیہ ایک عمل رخصت نہیں ایک بڑا عزیمت کا عمل ہے۔ ملا محمد بن یعقوب الکلینی امام باقر کے نام سے یہ بات گھڑتا ہے کہ

لا والله ماعلى وجه الارض شئ احب الى من التقيه يا حبيب من كانت له التقيه رفعه الله يا حبيب من لم تكن له التقيه وضعه الله (الكافی ج ۲ ص ۲۲۱)

(ترجمہ) خدا روئے زمین پر مجھے کوئی عمل تقیہ سے زیادہ پیارا نہیں۔ اے حبیب جو شخص تقیہ کرے اللہ اسے سربلند کرتے ہیں اور جو تقیہ نہ کرے اللہ اسے پستی میں دھکیل دیتے ہیں

انکے ہاں ایک روایت یہ بھی ہے جو انہوں نے امام جعفر صادق کے نام سے بنا رکھی ہے

يا ابا عمرو ان تسعه اعشار الدين فى التقيه ولا دين لمن لا تقيه له (ايضا)

(ترجمہ) اے ابو عمرو دین کے دس میں سے نو حصے تقیہ میں ہیں اور جو تقیہ نہ کرے اسکا دین وایمان ہی گیا۔

انکے ہاں تقیہ اتنی بڑی عزیمت ہے کہ جو تقیہ نہ کرپائے اسکا کوئی دین نہیں ہے

تقیہ اور دشمن کا ڈر ایک معنی میں

شیعہ علماء تقیہ کی اخلاقی کمزوری چھپانے کیلئے کہتے ہیں کہ یہ تحفظ نفس کا نام ہے یہ ڈر کے معنی میں نہیں۔ ہمارا عرض ہے کہ آپ کی اصول فریقہ میں تقیہ کو خوف اور ڈر سے بھی بیان

کیا گیا ہے امام جعفر صادقؒ کے نام سے مروی یہ روایت بھی دیکھئے

تخوفکم من عدوکم فی دولة الباطل وحال الهدنه افضل ممن یعبدوا الله عزوجل ذکره فی ظهور الحق مع الامام الحق الظاهر فی دولة الحق (کتاب الحجہ للکلینی مترجم ص ۲۸۷)

(ترجمہ) غلط حکومت اور صلح کے دور میں اپنے دشمن سے ڈرنا (تقیہ کرنا) برحق حکومت کے دور میں امام برحق کے ساتھ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے بھی افضل ہے

حضرت علی مرتضیٰ کے ہاں یہ اسلام کی تعلیم نہ تھی اور ہمیں یقین ہے کہ امام جعفر صادق نے بھی کبھی یہ بات نہ کی ہوگی۔ شیعیت کے یہ یہودی اثرات ہیں جنہوں نے انکے معیار اخلاق کو یہاں تک گرا دیا کہ وہ تقیہ کو (باطل سے ڈرنے کو) اسلام کی ایک بہت بڑی شان سمجھتے ہیں امام برحق کے ساتھ ہو کر حق بات کہنے میں اتنی شان نہیں جتنی امام باطل کے ساتھ تقیہ کرنے میں ہے انا لله وانا الیه راجعون

—— کتنا ملت بیچارہ ہے امامت اس کی —— جو مسلمانوں کو سلاطین کا پرستار کرے

برسر اقتدار آکر بھی حضرت علی تقیہ کئے دبے رہے

شیعہ جب حضرت علی کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں انہیں چوتھا خلیفہ نہیں مانتے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ پہلی تین خلافتوں میں جن کا زمانہ چوبیس سال کے قریب ہے ردائے تقیہ زیب تن کئے رہے یا آپ جب برسر اقتدار آ گئے اس وقت بھی آپ تقیہ ہی کرتے رہے؟ اہل سنت کے ہاں آپ نے نہ پہلے چوبیس سال تقیہ میں بسر کئے اور نہ بعد میں کبھی ردائے تقیہ پہنی۔ البتہ اثنا عشری شیعوں کے ہاں آپ اپنے دور خلافت میں بھی تقیہ کرتے رہے آپ کا ڈرنا ختم نہ ہوا تھا اور آپ نے اپنی خلافت کی بنا پہلے تین خلفاء راشدین کی خلافت پر رکھی اور خود بھی ان میں چوتھے خلیفہ راشد شمار ہوئے۔ اثنا عشری شیعوں کا مشہور عالم قاضی نور اللہ شوستری کہتا ہے

حضرت امیر در ایام خلافت خود دید کہ اکثر مردم حسن سیرت ابی بکر و عمر را معتقد اند وایشان را برحق مے دانند قدرت بر آں نداشت کہ کارے کند کہ دلالت بر فساد خلافت ایشاں داشتہ باشد (مجالس المومنین ج ۱ ص ۵۳)

(ترجمہ) حضرت علی نے اپنے دور خلافت میں دیکھا کہ اکثر لوگ ابوبکر اور عمر کی اچھی سیرت کے معتقد ہیں اور انکو خلفاء برحق جانتے ہیں آپ اس پر قدرت نہ رکھتے تھے کہ کوئی ایسا کام

کریں جو انکی خلافت کے غلط ہونے کا اشارہ کرے

ملا محمد بن یعقوب کلینی روضہ کافی میں لکھتا ہے کہ یہی وہ حالات تھے جن کے باعث حضرت علی فدک کی زمین جو انکی اپنی سلطنت میں تھی حضرت فاطمہ کے وارثوں حضرت حسن اور حضرت حسین حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم کو نہ دے سکے اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیعہ عقیدے میں حضرت علی کا عمل تقیہ صرف چوبیس سال تک محدود نہ رہا تھا بلکہ آپ عمر بھر تقیہ کی چادر زیب تن کئے رہے ہاں ہم آپ امیرالمومنین بھی کہلاتے تھے اور آپ کو شیر خدا بھی کہا جاتا تھا

حضرت علی کا پہلی خلافتوں سے تسلسل

حضرت علیؓ نے خلیفہ بنتے ہی حضرت عثمانؓ کے عہد کے قاضیوں کو لکھا کہ تم پہلے عمل پر ہی فیصلے کرو اپنے عمل میں بس ایک جماعت ہو کر رہو میں اپنی خلافت کو ان سے مختلف نہیں رکھنا چاہتا صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶ پر ہے آپ نے کہا۔

ان علیا قال اقضوا کماکنتم تقضون حتی تکونوا جماعه فانی لخشی الاختلاف

اب ایک غیر جانبدار شہادت بھی لیجئے حافظ ابن حزم (۳۸۴ھ) لکھتے ہیں۔

ثم ولی علی فما غیر حکما من احکام ابی بکر و عمر و عثمان ولا ابطل عهدا من عهود هم ولوکان ذ لک عنده ، باطلا لما کان فی سعه منی ان تمهنی الباطل و ینفذه وقدار تفعت التالیه منه (الکتب الفصل جلد ۴ صفحہ ۹۷)

ترجمہ :۔ پھر حضرت علی والی بنائے گئے آپ نے پہلے تین خلفاء کے نافذ کردہ احکام میں سے کسی کو نہیں بدلا اور انکے ادوار میں ان کا جو عہد کسی سے باندھا گیا تھا آپ نے اسے قائم رکھا کسی کو نہ توڑا اگر اس کا عقد آپ کے ہاں باطل ہوتا تو آپکے لئے اسے نافذ کرنے کی کوئی راہ نہ تھی اور تقیہ آپ سے اٹھ چکا تھا (آپ خود سربراہ تھے)

آپ نے حضرت معاویہ کے نام جو خط لکھا کہ میری بیعت کرنے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کی بیعت کی تھی اور میری بیعت انہی شروط پر عمل میں آئی ہے جو عہد و پیمان ان سے باندھے گئے تھے سو اب کسی کو مجھ سے اختلاف کرنے کی گنجائش نہیں خلافت کی اساس مہاجرین اور انصار کی شوریٰ پر ہے اور اس سے نکلنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ جس طرح حضرت عثمانؓ سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ وہ اپنے عہد خلافت میں سیرت شیخین کی پابندی کریں چوتھے خلیفہ نے بھی اب یہ شرط مان لی تھی کہ وہ پہلے خلفاء و صالحین کی پیروی کریں گے حضرت حسنؓ نے جب خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کی تو آپ نے بھی ان سے یہی عہد لیا کہ وہ کتاب و سنت کے ساتھ خلفاء و صالحین کے طریقوں کے پابند رہیں گے۔

یہ تفصیلات بتا رہی ہیں کہ حضرت علیؓ کی خلافت کوئی آزاد اور الگ خلافت نہ تھی بلکہ پہلی تین خلافتوں سے بلافصل مسلسل تھی جو لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ بناہ بر تقیہ پہلے نظام خلافت سے وابستہ رہے یہ ہرگز درست نہیں جب آپ خود خلیفہ تھے تو بھلا خلیفہ بھی کسی دباؤ کا شکار ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں

کیا آنحضرت نے بھی اپنے عہد میں کبھی تقیہ کیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد حکومت میں مسلمانوں کی سپریم پاور تھے کوئی اور انسانی طاقت آپ سے اوپر نہ تھی جس کا آپ کو ڈر ہو یا جسے دکھانے کیلئے آپ کوئی عمل خلاف اصل اختیار کریں مزید برآں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ یقین دلایا جاچکا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مخالف لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا واللہ یعصمک من الناس کے الفاظ میں یہ بشارت قرآن میں موجود تھی

اس پس منظر میں یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ معاذ اللہ آپ نے اپنے عہد حکومت میں کبھی تقیہ کیا ہو اس باب میں اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے

البتہ شیعی عقیدہ اس باب میں مختلف ہے انکی معتبر روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے سامنے حقیقتاً وضوء میں پاؤں دھوتے تھے جبکہ مسئلہ یہ وضوء میں پاؤں پر مسح کیا جائے نہ کہ انہیں دھویا جائے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے خوف سے وضوء میں پاؤں پر مسح کرنے کے بجائے پاؤں کو دھوتے تھے۔

شیعہ حضرات کا اب تک اس پر عمل ہے اور انکا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن اس بیان سے بہرحال یہ بات ضرور واضح ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں عام عمل وضوء میں پاؤں کا دھونا تھا اور اسی پر امت عمل پیرا تھی ورنہ لوگوں کے سامنے آپ کا پاؤں دھونے کا عمل اور کس لئے تھا

حضرت علی مرتضیٰؓ کے اخلاق پر نا روا حملہ

شیعہ حضرات کا حضرت علی مرتضیٰؓ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ پروپیگنڈہ کہ ان کے قول و عمل میں مطابقت نہ تھی ایک بہت بڑی بھاری بات ہے۔ یہ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ انکے اس بیان سے خود حضرت علی مرتضیٰؓ کے اخلاق کس قدر مجروح ہوتے ہیں۔ کیا کوئی سوچ سکتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ تو اس مقام پر بھی نہ تھے جو آپ کے بیٹے حضرت امام حسینؓ کو حاصل تھا امام حسینؓ نے اپنے دل میں جس بات کو حق سمجھا آپ نے اس کیلئے اپنے پاس طاقت نہ ہونے کے باوجود کسی کی پروا نہ کی اور میدان کربلا میں اپنی اور اپنے بچوں کی جانوں پر کھیل گئے اور اس وقت کسی تقیہ کو قریب نہ آنے دیا بلکہ آپ نے اس موقع پر کلی (وقتی) تقیہ کو بھی جائز نہ سمجھا کہ آپ کسی اور ملک کو ہجرت کر جاتے۔ مگر انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ شیعہ اثنا عشری (جن کا دعویٰ ہے کہ وہ آپکے سچے پیرو ہیں) نہ صرف یہ کہ آپ کے بارے میں کلی تقیہ کے قائل ہیں بلکہ وہ استدلالی کا عقیدہ رکھتے ہیں اور انکے فضائل بتاتے ہیں اور اسے دین کا ایک معیار کن سمجھتے ہیں کہ جس کے بغیر دین ہی نامکمل ہے۔ انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں کہ کلی تقیہ جن عام لوگوں پر (بحالت مجبوری) جائز ہوگا یہ استدلالی تقیہ انکے لئے بھی جائز نہیں ہوگا۔ چہ جائیکہ حضرت علی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جائے کہ انہوں نے ۲۳ سال مسلسل تقیہ میں گذار دئے اور انہیں کسی اور طرف ہجرت کرنے کی راہ تک نہ مل سکی۔ پھر جب آپ خلیفہ ہوئے تو بھی آپ پر ایک لمحہ بھی ایسا نہ آسکا کہ آپ تقیہ کی سیاہ چادر اتار کر سامنے آسکیں بلکہ اس دوران بھی آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی پیروی کرنی پڑی۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا یہ بات حضرت علی مرتضیٰؓ جیسی شخصیت کے اخلاق فاضلانہ پر ناروا حملہ نہیں؟ اور کیا یہ بات آپ کو پیشوا ماننے والا بھی کہہ سکتا ہے؟

استدلالی تقیہ کرنے والوں کی نزع کے وقت حالت

جو لوگ استدلالی تقیہ میں ساری عمر گذار دیں اور طاقت نہ ہونے کی صورت میں ہجرت بھی کریں انکی موت کے وقت کے کیا حالت ہوتی ہے اسے قرآن کریم سے سنئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ان الذین توفاھم الملائکہ ظالمی انفسھم قالوا فیما کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعہ فتھاجروا فیھا فاولئک ماواھم جھنم وساء ت

مصیرا ۔ الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان لا یستطیعون حیلۃ ولا یھتدون سبیلا فاولئک عسی اللہ ان یعفو عنھم وکان اللہ عفوا غفورا (پ ۵ النساء ۹۷ – ۹۸ – ۹۹)

(ترجمہ) بیشک فرشتے جب ان لوگوں کی جان قبض کرتے ہیں جنہوں نے اپنے اوپر (اظہار تقیہ کا) ظلم کیا تو ان سے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں رہے (تم نے کس حال میں زندگی بسر کی) وہ کہیں گے کہ ہم زمین میں کمزور تھے وہ کہیں گے کیا خدا کی زمین کھلی نہ تھی کہ تم وہاں ہجرت کرجاتے ؟ سو یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اور وہ بری جگہ ہے لوٹنے کی – مگر جو ہیں بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں میں سے جو نہیں کرسکتے کوئی تدبیر اور نہ جانتے ہیں کہیں کا راستہ سو ایسیوں کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید بتلائی گئی جو ساری زندگی تقیہ میں گذاردیں ہاں اس حکم عام سے وہی لوگ عورتیں اور بچے مستثنیٰ ہیں جو نہ کوئی تدبیر کرسکیں اور نہ انہیں کوئی راہ کا پتہ ہو ان کے بارے میں امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف کردے گا تاہم یہ بات صریح ہے کہ اسلام میں مستضعفین کی زندگی بسر کرنا کوئی قابل معافی گناہ نہیں سمجھا گیا

قابل غور پہلو یہ ہے کہ کیا حضرت علی مرتضیٰ مستضعفین میں سے تھے ؟ شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ آپ ساری کائنات پر بھاری تھے اور کسی کو انکے ساتھ مقابلے کی جرات نہیں تھی – اس طاقت کے ہوتے ہوئے انہیں مستضعفین میں سے جاننا بڑی زیادتی ہوگی – پھر یہ کہنا کہ آپ کو کہیں کا راستہ بھی معلوم نہ تھا کہ ہجرت کرجاتے یہ بھی درست نہیں شیعہ عقیدے میں آپ سے زمین کا کوئی حصہ چھپا ہوا نہ تھا اور آپ کا علم سب پر حاوی تھا پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کو زمین کے ایک ایک ذرے کا علم ہو مگر ۲۴ سال تک یہ معلوم نہ ہو کہ مکہ اور مدینہ کے سوا بھی اور کئی مقامات ہیں جہاں لوگ رہتے ہیں اور وہاں پہلے تین خلفاء کے معتقد کوئی نہیں تھا –

بہرحال یہ لوگ جو صورت بھی اختیار کریں کے انکی رو سے آپ کو تقیہ پر عمل بڑا ٹھہرانا باطل ٹھہرے گا

جنوبی افریقہ نٹال میں شیعیت پھیلانے کا منصوبہ

جنوبی افریقہ میں اصل آبادی حبشی نسل کے لوگوں کی ہے جب سے یہ ملک ڈچ لوگوں سے آزاد ہوا ہے یہاں باہر کے نظریات وافکار بڑی تیزی سے داخل ہو رہے ہیں اور ہر قوم یہاں اپنے اثرات پھیلانے اور اپنے نظریات قائم کرنے میں کوشاں ہے۔ ایرانیوں نے بھی محض انکے سیاہ رنگ کو دیکھ کر انہیں اپنا سمجھ لیا اور جب جنوبی افریقہ میں یہ کسی گروہ کی شکل میں چلتے ہیں تو ایرانی یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارے محرم ہی کے جلوس ہیں حالانکہ ان میں ہزاروں نہیں لاکھوں افراد مسلمان تک نہیں ہوتے۔

یہاں اہل سنت والجماعت کے اپنے جتھے سالہا سال سے موجود ہیں اور اسلام کی خدمت کررہے ہیں جنوبی افریقہ کی آزادی کے بعد سنی مسلمان یہ عزم لیکر اٹھے کہ یہاں کی لہاوی تک قرآن وسنت کا پیغام عام کیا جائے اور صحابہ کرام کے نقوش ابھار کر کیے جائیں۔ انہیں یہ بتلایا جائے کہ اسی نسل سے ایک ایسی شخصیت بھی اٹھی تھی جس پر اہل اسلام کو فخر ہے اور جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بہت قریب رکھتے تھے۔ جنہیں حضرت ابوبکر نے بھاری قیمت دے کر غلامی سے آزاد کرایا۔ جنہیں عمر فاروق اپنا سردار کہا کرتے تھے۔ جن سے حضرت حسن اور حضرت حسین محبت کرتے اور اذان دینے کی خواہش کرتے۔ یہ شخصیت حضرت بلال حبشیؓ کی ہے آپ اسی افریقہ کے میدانوں سے نکلے اور عرب کے صحراء میں آسمان ہدایت کے فوارے بن کر پھوٹے۔

مگر افسوس کہ شیعہ ذاکروں اور مجتہدوں نے یہاں یہ بحث چلادی کہ ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں اصل یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کن لوگوں میں سے تھے؟ تاکہ بحث کا رخ دوسری جانب ہوجائے اور یہاں کے وہ لوگ جو پہلے ہی مسلمان ہیں متذبذب ہوجائیں۔ اور اسلامی تاریخ کو مسخ کردیا جائے

چنانچہ کچھ عرصہ سے یہ بحث عوام وخواص میں چل نکلی کہ حضرت علی مرتضیٰ کن لوگوں میں سے تھے؟ ان عوام میں سے جن کے خلاف حق کہنے سے کسی دوسرے پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور اس بات کا کوئی ماننے والا نہیں ہوتا یا آپ ان بڑے لوگوں میں سے تھے جن کی جنبش لب پر لاکھوں انسانوں کے دلوں کی دھڑکنیں چلتی ہیں اور ایسے لوگوں پر ہر حال میں حق کا اظہار واجب ہوتا ہے۔

اثنا عشری شیعہ حضرت علی کو ان لوگوں میں سے سمجھتے ہیں جن کیلئے تقیہ کرنا جائز (ہی نہیں) بلکہ بڑی عزیمت کا عمل ہے اور شیعیت کی پوری تاریخ اسی عقیدہ کے گرد گھومتی ہے جب خلافت کا مسئلہ زیر بحث آئے اور یہ بات چلے کہ اگر حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان اس خلافت کے حقدار نہ تھے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مسلمانوں سے کیا تھا تو

حضرت علیؓ نے ان تین خلفاؓ کو کیوں قبول کیا تو شیعہ کی طرف سے یہی جواب ملتا ہے کہ آپ نے تقیہ کیا تھا اور آپ چونکہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے تقیہ کرنے سے کسی کے ایمان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جب ترتیب قرآن کا مسئلہ چلے اور یہ کہا جائے کہ اگر قرآن کو ترتیب نزولی پر جمع کرنا ضروری تھا تو حضرت علی نے اس موجودہ ترتیب کو اللہ اور اسکے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مرضی کی ترتیب کیوں تسلیم کیا تو جواب یہی ملے گا کہ آپ نے یقیناً ایسا کیا تھا اگر کہا جائے کہ حضرت ابوبکرؓ امام برحق نہ تھے تو حضرت علی انکے پیچھے نمازیں کیوں پڑھتے رہے تو اثنا عشری کہیں گے کہ آپ کا ایسا کرنا تقیہ کی بناء پر تھا الغرض تقیہ ایک ایسا عنوان ہے جس کے نیچے شیعیت بڑی تیزی سے چلتی ہے آپ انکی کتابیں پڑھیں اور دیکھیں کہ کوئی ایسا عمل کہ جو حضرت علی کرتے رہے اور اسی پر اہل سنت چلتے ہیں تو شیعہ علماء فوراً اس پر تقیہ کی سیاہ چادر ڈالدیں گے اور لکھ دیں گے کہ

'فهذا الخبر موافق للعامة قد ورد مورد التقيه'

یعنی یہ بات چونکہ اہل سنت والجماعت کے مذہب کے موافق ہے تو حضرت خاتم النبیین اور ائمہ اہل بیت نے اگر اس کو اپنایا ہے تو وہ از روئے تقیہ تھا

سو ان دنوں شیعہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم سنی مسلمانوں کے قریب آرہے ہیں تو انکا یہ آنا اور سنی مسلمانوں سے ملنا اس لئے نہیں کہ انکا عقیدہ اور نظریہ بدل چکا بلکہ یہ لوگ آج بھی اسی عقیدے پر سختی سے قائم ہیں جو انکے مجتہد ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) نے اپنی متعدد کتابوں میں لکھدیا ہے اور یہی وہ کتابیں ہیں جن کی علامہ خمینی زندگی بھر نشرو اشاعت کرتے رہے۔ ملا باقر مجلسی کے ان عقائد کی تفصیل ہم اپنے کتابچہ SHIA'S BELIEFS میں کرچکے ہیں جو اس کتاب کے آخر میں منسلک ہے (اسکا انگریزی ترجمہ بھی ہوچکا ہے خواہش مند افراد اسلامک اکیڈمی آف مانچسٹر سے حاصل کرسکتے ہیں)

خالد محمود عفا اللہ عنہ

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاح از چیئرمین ڈاکٹر سلمان ڈینگر (ارمن سٹی)

جناب مفتی خالد محمود صاحب - حجۃ الاسلام عبداللہ الحسینی اور دوسرے معمان دوستو۔ السلام علیکم
آج کے اس جلسہ کا موضوع ان موضوعات پر گفتگو ہے جن میں اہل سنت اور شیعہ میں اختلاف پایا جاتا ہے مجھے بتایا گیا ہے کہ جناب عبداللہ الحسینی نے جمعیت علماء کیل کو خط بھیجا تھا کہ ان موضوعات پر ہم مناظرہ کریں
حضرات ۔ پہلے دس دس منٹ تعارفی تقریر ہوگی پھر آپس میں کچھ فیصلے طے ہونگے اور پھر مناظرے کا آغاز ہوگا

حجۃ الاسلام عبداللہ الحسینی - - خطبہ -

میرے لئے یہ بڑی خوشی کا موقع ہے کہ میں جنوبی افریقہ کیپ کے اور منڈ ہال میں اپنے سنی بھائیوں کے ساتھ بیٹھا ہوں اور میں جمعیت علماء کیل کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے میری دعوت قبول کی جو میری ایک دیرینہ خواہش تھی
اس اجلاس کے انعقاد کا مقصد جیسا کہ میں نے اپنے خط میں لکھ بھی دیا تھا یہ ہے کہ مجھے کئی رسالے اور پمفلٹ موصول ہوئے جن میں شیعہ مذہب کے بارے میں کچھ ایسی باتیں تحریر تھیں جو اصل کتابوں میں جن کا ان میں حوالہ دیا گیا تھا نہیں ملیں - اور اگر ان میں کچھ حوالے صحیح پائے گئے تو اس قسم کی روایات میں نے سنی لٹریچر میں بھی دیکھیں الجمیعت میگزینز میں بھی ایسے کئی حوالے موجود ہیں
اس پمفلٹ میں جو مجھے بھیجا گیا پہلے اور دوسرے صفحہ پر کچھ حوالے ہیں جو شیعہ کتابوں سے قرآن کے بارے میں دیئے گئے ہیں ۔ جناب صدر آپ کو فیصلہ نہ فرمائیں لیکن ذرا چیک تو لیں اور پھر ان کو اصل کتابوں میں دیکھیں جن کے یہ حوالے ہیں ۔ ہماری طرف بہت غلط باتیں منسوب کیگئی ہیں
جناب صدر ۔ اگر میں واقعی یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن بھی ہے یا میرا کسی ایسے قرآن پر ایمان ہے جسکی آیات سترہ ہزار ہیں تو میں واقعی مسلمان نہیں ہوں میں یہاں آپ کو لکھ کر دیتا ہوں پھر آپ مجھے اس ہال سے باہر نکال دیں اور اگر آپ کو اس پمفلٹ کے یہ

حوالے ان کتابوں میں نہ ملیں تو پھر قرآن کے موضوع پر ایک دوسرا پمفلٹ شائع کیاجائے جس پر ہم دونوں شیعہ اور اہل سنت بھائی بھائی ہو کر رہ سکیں

یہ میرے ہاتھ میں ایک پمفلٹ ہے جس کا نام ایرانی انقلاب اور شیعہ ہے اور یہ جمعیت علماء نبال کی طرف سے تقسیم کیا گیا ہے۔ ہم ثابت کرسکتے ہیں کہ ہمارا کوئی اور قرآن نہیں ہے۔ میں اپنے دل میں اپنے سنی بھائیوں کے خلاف کوئی جذبہ نہیں رکھتا۔ ایرانی انقلاب کے بعد استعماری طاقتیں اب پھر سے ایران پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہیں انکے ذہن میں ایران کی بجائے بوسنیا کے ختم ہونے کے بعد آنے گی امریکہ نہیں چاہتا کہ کسی طرح کشمیر کی مدد ہو۔ کسی طرح فلسطین کی مدد ہو۔ الجیریا کی مدد ہو۔ دنیا میں جہاں جہاں سنی پھیلے ہوئے ہیں اور امریکہ انہیں ہر جگہ دبانا چاہتا ہے ایران اس میں استعماری طاقتوں کے خلاف کھڑا ہے اور ہر جگہ اپنے سنی بھائیوں کی مدد کررہا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم مسلمان نہ ہوں۔ ہم مسلمان ہیں اور جب ہم اپنے سنی بھائیوں سے سنتے ہیں کہ تم کافر ہو تو ہمارا دل بہت دکھتا ہے اگر میں واقعی کافر ہوں تو پھر تمہیں ایسا کہنے کا حق تھا لیکن یہ صورت حال نہیں ہے تمہارے پاس کونسی شہادت ہے کہ میں کافر ہوں اگر میں واقعی کافر ہوا تو میں اپنی اصلاح کروں گا

میں نے مولانا یونس پٹیل کو فون پر کہا تھا کہ اگر میں غلط ہوں تو تمہارا بطور عالم ہونے کے فرض ہے کہ مجھے راستی پر لاو اور اگر میں راستی پر ہوں اور میرے پاس انکے وعدہ ہیں تو آو مجھے سنو میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے یہ موقعہ دیا۔ یہ ہے اس مناظرے کا پس منظر

چیئرمین

میں سمجھتا ہوں کہ مناظرے کی وجہ کھل کر سامنے آگئی ہے ہم آج اسی لئے اس ہال میں جمع ہیں۔ اب ہمیں کام شروع کرنا چاہئے اب پونے گیارہ بجے ہیں آج کا مناظرہ ڈیڑھ بجے تک جاری رہنا چاہئے صرف مناظر بولیں کے سامعین کو اس میں دخل نہ دینا چاہئے۔ ایک طرف سے حجۃ الاسلام عبداللہ الحسینی مناظر ہونگے اور دوسری طرف سے مفتی خالد محمود صاحب۔ جو مانچسٹر سے آئے ہیں

۱

مفتی خالد محمود صاحب خطبہ (اپنی تعارفی تقریر میں)

جناب چیرمین اور سامعین کرام

ہم یہاں اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ جو مسائل ہم میں اور شیعہ میں اختلافی سمجھے گئے ہیں ان پر گفتگو کریں ہم اسلئے یہاں نہیں آئے کہ اس پر بحث کریں کہ اس وقت دنیا میں کیا ہورہا ہے

کشمیر میں کیا ہو رہا ہے اور فلسطین کن حالات سے دوچار۔ سب یہ وہ مسائل ہیں جن میں دو رائیں نہیں - سنی شیعہ دونوں جانتے ہیں کہ بوسنیا مظلوم ہے کشمیری عوام مظلوم ہیں فلسطینی عوام مظلوم ہیں - زیر بحث وہ مسائل آتے ہیں جن میں مختلف آراء ہوں۔ حسینی صاحب نے اپنا وقت ان باتوں میں لگایا ہے ہم اسکے سوا کیا کہہ سکتے ہیں کہ ضائع کیا۔ اگر وہ رو رو کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں کافر نہیں ہوں تو اتنی بات تو وہ بھی جانتے ہوں گے کہ رونے سے عقائد ثابت نہیں کئے جاتے ہاں یہ بات درست ہے کہ محرم میں رونے سے کچھ نہ کچھ عقائد کا پتہ چل جاتا ہے

آپ نے یہ جو کہا کہ اس پمفلٹ میں کچھ حوالے ہیں جو اصل کتابوں میں نہیں ملتے۔ کتابوں کی مختلف اشاعتوں کی وجہ سے صفحہ نمبر میں اختلاف ہو جاتا ہے اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاتا کہ حوالہ غلط ہے

آپ نے جو پمفلٹ پیش کیا میں نے نہیں دیکھا لیکن میرا تجربہ اتنا ہے کہ یہ صفحات اختلاف ایڈیشن سے بدلے ہوں گے۔ یہ نہیں کہ اصل حوالے غلط ہوں۔ میں حسینی صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان حوالوں پر نشان لگا دیں جنہیں وہ سرے سے غلط کہتے ہیں اور وہ اصل کتابوں میں نہیں ملتے ان حوالوں کو لکھ کر اور ان پر انکار کرکے وہ ان پر دستخط کر دیں پھر وہ تحریر انہیں بھیج دیں جنہوں نے وہ پمفلٹ شائع کیا ہے پھر حسینی صاحب کو پتہ چل جائے گا کہ وہ حوالے ان کتابوں میں کہاں کہاں ہیں

یہ میرا ایک پمفلٹ ہے جو میں نے لکھا ہے **عقائد الشیعہ** یہ بلا تبصرہ شیعہ کتابوں کے حوالہ جات ہیں اس میں بتایا گیا ہے کہ شیعہ کے عقیدے قرآن کے بارے میں کیا ہیں۔ پیغمبروں کے بارے میں کیا ہیں - صحابہ کے بارے میں کیا ہیں - اہل بیت کے بارے میں کیا ہیں۔ بلا تبصرہ کا مطلب یہ ہے کہ اس میں مولف یا مرتب کی کوئی بات نہیں - میں اپنا یہ پمفلٹ حسینی صاحب کو دیتا ہوں وہ کسی حوالے پر انگلی رکھیں کہ یہ غلط ہے اصل کتابوں میں موجود نہیں

(نوٹ از مرتب) اسی دوران حسینی صاحب مفتی خالد محمود صاحب کا وہ پمفلٹ ہاتھ میں لیکر کہتے ہیں کہ یہ پمفلٹ میرے پاس موجود ہے - لیکن حسینی صاحب نے اسکے کسی حوالہ کے بارے میں یہ نہ کہا کہ یہ غلط ہے اور نہ اس میں کسی پر اعتراض کیا - کیونکہ انہیں پتہ تھا کہ یہ حوالے انکی اصل کتابوں میں موجود ہیں)

(مفتی خالد محمود نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ) میری تجویز یہ ہے کہ پہلی دونوں کی تقریریں پانچ پانچ منٹ کی ہوں اور اسکے بعد ہم دونوں دو دو منٹ لیں - دو دو منٹ کی بات جم کر سامعین کے سامنے آجاتی ہے اور بہت جلدی پتہ چل جاتا ہے کہ کس کی بات ثابت ہو رہی ہے اور کس کی ثابت نہیں ؟ پھر اس میں غلط بحث کی بھی گنجائش نہیں ہوتی - تقیہ پر شیعہ کی پوزیشن واضح

ہوجائے تو پھر باقی موضوعات پر بات زیادہ اچھے ماحول میں سامنے آسکے گی
چیئرمین کی حیثیت مجلس کو کنٹرول کرنے اسے پر امن رکھنے اور وقت کی پابندی کرانے کی ہوگی اس بات کے بھی وہ ذمہ دار ہونگے کہ مناظرین کے سوا کوئی اور نہ بولے ۔ صحیح حوالہ کیلئے کتاب کو ادھر سے ادھر یا ادھر سے ادھر لایا جاسکے گا
چیئرمین موضوع زیر بحث پر فیصلہ دینے کے مجاز نہ ہونگے مسئلہ کے بارے میں فیصلہ دینا صرف علماء کا کام ہے ۔ سامعین خود اندازہ کرلیں گے کہ کس کی کشتی منجدھار میں ہے اور کون کنارے لگ رہا ہے ۔

چیئرمین صاحب
جناب عبداللہ الحسینی ۔ کیا آپ ان امور سے اتفاق کرتے ہیں اگر آپ مانتے ہیں تو تقیہ پر پانچ منٹ میں اپنا موقف پیش کیجئے پھر مفتی صاحب پانچ منٹ میں اسکا جواب دیں گے

جناب عبداللہ الحسینی
میں تیار ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ تقیہ کے بعد قرآن پر بھی بحث ہوگی کہ ہم اس قرآن کو مانتے ہیں یا کسی اور قرآن کو

مفتی خالد محمود
جب ایک موضوع کا فیصلہ ہوجائے تو ہمارا دوسرا موضوع بیشک شیعوں کا ایمان بالقرآن ہوگا ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں

جناب حسینی
مگر میں پہلی دفعہ پانچ منٹ زیادہ لوں گا مفتی صاحب نے اپنی تقریر میں پانچ منٹ زیادہ لئے ہیں

اب مناظرہ شروع ہوتا ہے

جناب حسینی صاحب
(خطبہ کے بعد) جناب چیئرمین حضرت مفتی صاحب علماء کرام اور سامعین
اسلام میں تقیہ جائز ہے یا نہ ؟ یہ پہلا سوال ہے اور ہم رات دن ہم عملاً تقیہ کررہے ہیں یا نہیں یہ دوسرا سوال ہے اسکے سوا اس وقت کوئی تیسرا سوال نہیں ۔
قرآن حدیث اور شیعہ ۔ حدیث اہل سنت سب ثابت ہیں کہ تقیہ بعض اوقات واجب ہے بعض اوقات حرام کبھی یہ مباح ہوتا ہے اور کبھی مکروہ ۔ اور میں ان سب پر دلائل دینے کو تیار ہوں لیکن وقت بڑا مختصر ہے ۔

قرآن میں ہمیں تین آیتیں اسکے لئے ملتی ہیں

تقیہ اسلام میں صرف خطرے کے وقت ہے جب تمہاری جان کو کوئی خطرہ ہو اسلام تمہیں بے وقوف بننے کی تعلیم نہیں دیتا تم کفر کا کلمہ کہہ کر جان بچا سکتے ہو

آپ اگر بوسنیا میں ہوں اور پیچھے سے سرب آ رہے ہوں اور وہ تمہیں پکڑ کر پوچھیں کہ کیا تم مسلمان ہو ؟ آپ ہاں کہیں تو بے وقوفی ہوگی قتل کر دئے جاؤ گے اسلام تمہیں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیتا تم کہہ سکتے ہو کہ میں مسلمان نہیں ہوں اور تم اس طرح اپنی جان بچاؤ۔ میں نے بھی ایک دفعہ جنگ میں افغانستان میں تھا اس طرح تقیہ کیا تھا میں دشمنوں کے مقابلے میں ایک گروہ کا کمانڈر تھا چالیس آدمی میرے ماتحت تھے میں نے ایک تقیہ کرکے چالیس آدمیوں کی جان بچائی

اب قرآن سے اسکی شہادت لیجئے

لایتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئی الا ان تتقوا منہم تقاہ (پ ۳ آل عمران ۲۸)

(ترجمہ) نہ بنا لیں مسلمان کافروں کو دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر اور جو کوئی یہ کام کرے تو نہیں اسکو اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ کرنا چاہو تم ان سے بچاؤ

تمام سنی مفسرین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ آیت تقیہ کے بارے میں ہے۔ قرآن میں یہ دوسری آیت بھی ملاحظہ کیجئے

من کفر باللہ من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ولکن من شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ (پ ۱۴ النحل ۱۰۶)

(ترجمہ) جو کوئی منکر ہو اللہ سے یقین لانے کے بعد مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی گئی اور اسکا دل برقرار ہے ایمان پر و لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو ان پر غضب ہے اللہ کا

اگر آپ صحیح بخاری کو اس آیت کے ذیل میں دیکھیں تو آپ کو عمار بن یاسر کا قصہ ملے گا جنہیں کافروں نے پکڑ لیا تھا کچھ لوگوں کو انہوں نے مار بھی ڈالا حضرت عمار نے انکے خداوں کی تعریف کردی اس پر انہوں نے چھوڑ دیا پھر عمار روتے ہوئے آنحضرت کے پاس آئے آنحضرت نے اسکا سبب پوچھا انہوں نے جو کچھ ہوا تھا عرض کر دیا آپ نے انہیں حوصلہ دیا اور کہا کہ آئندہ بھی کبھی یہ صورت پیش آئے تو اسی طرح کرنا

پھر قرآن میں مومن آل فرعون کا قصہ بھی مذکور ہے جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا طاقت فرعون کے پاس تھی اور یہ جان کے خوف سے اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا

وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ (پ ۲۴ المومن ۲۸)

(ترجمہ) اور بولا ایک مرد ایماندار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان۔

فرعون کو پتہ نہ تھا کہ وہ حضرت موسیٰ پر ایمان لایا ہوا ہے یہاں ایمان کیا ہے جسے وہ فرعون سے

چھپارہا تھا وہ مومن تقیہ کئے ہوئے تھا سو اسلام میں قرآن کی رو سے تقیہ کرنا جائز ہے ان تین آیتوں میں تقیہ کرنے کا حکم ہے عمار بن یاسر نے تقیہ کیا اور آنحضرت نے اسے منظور فرمایا صحیح بخاری میں حدیث ہے **التقیۃ الی یوم القیامۃ** (ج ۲ ص ۱۰۲۷)
مجھے ایک منطق اور دیکھئے دوسرا سوال کہ کیا ان دنوں ہم تقیہ کر رہے ہیں ؟ میں پوچھتا ہوں کہ اگر میں کسی اور قرآن پر ایمان رکھتا ہوں تو تم کیا مجھے مارڈالوگے ؟ نہیں ایسا نہیں . یہاں حکومت جنوبی افریقہ کی اپنی ہے ہماری تمہاری نہیں تو جب تم مجھے مجبور نہیں کرسکتے تو میں تقیہ کیونکر کروں گا یہاں اگر میں کوئی دوسرا قرآن لے بھی آؤں اور آپ کو دکھادوں تو بھی آپ مجھے مار نہ سکیں گے تو ایسی صورت میں ہم تقیہ نہیں کرتے اور نہ ان حالات میں تقیہ جائز ہے اب میں جو کہتا ہوں کہ میرا اسی قرآن پر ایمان ہے تو تقیہ سے نہیں کہہ رہا ہوں میرا ایمان ہے کہ یہ قرآن ہی صحیح ہے اور کوئی دوسرا قرآن نہیں

مفتی خالد محمود

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اللہ خیر اما یشرکون ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس وقت وہ تقیہ زیر بحث نہیں جو ایک عام آدمی حالات سے دب کر کرتا ہے . سوال زیر بحث یہ ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ رسول ہوں یا بقول شیعہ امام معصوم . کیا انکے لئے بھی تقیہ کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کے قول وفعل اور زبان وعمل سے حق کا پتہ چلتا ہے . سچائی کا پتہ چلتا ہے اگر یہ لوگ ڈر کر حق بات نہ کہہ سکیں اور تقیہ کرنے لگیں تو آخر حق کیسے ظاہر ہوگا اگر یہ لوگ دل میں کچھ رکھیں اور زبان سے کچھ کہیں تو سچائی کیسے کھلے گی اور اسکا پتہ کیسے چلے گا ؟ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کی ضرورت ہے
قرآن میں ایسی کوئی آیت ہو جو انبیاء ومرسلین یا ائمہ معصومین کیلئے جو انکے نزدیک مامور بھی اسلئے ہیں کہ حق بات کہیں تقیہ جائز کرے تو آپ اسے پیش کریں . عام آدمی مجبوری کی حالت میں تقیہ کرسکتا ہے کیونکہ اسکا کفر وایمان اسکی ذات تک محدود ہے . پیغمبر کا ایمان اور اسکی تعلیم اور امام کی بات صرف اسکی اپنی ذات تک محدود نہیں ہوتی ہزاروں کے ایمان اسکے سچ کہنے سے بنتے ہیں اور ہزاروں کے ایمان اسکے غلط بات کرنے سے (تقیہ کرنے سے) بگڑتے ہیں سو انکے لئے تقیہ کیسے جائز ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں - آپ نے جو آیات پیش کی ہیں عام لوگوں سے متعلق ہیں مامور من اللہ درجے کے لوگوں کیلئے نہیں ہیں -

شیعہ نے تقیہ کا یہ مسئلہ حضرت علیؓ کیلئے وضع کیا ہے جب ان سے کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو حضرت علیؓ نے انہیں کیسے مانا۔ حضرت عمرؓ اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو حضرت علیؓ نے انہیں کیسے تسلیم کیا۔ حضرت عثمانؓ اگر جائز خلیفہ نہ تھے تو حضرت علیؓ نے انہیں کیوں تسلیم کیا۔ حضرت زید بن ثابت نے اگر قرآن ترتیب نزولی کے مطابق جمع نہ کیا اور اسے کوئی اور ترتیب دی تو حضرت علیؓ نے اس قرآن کو کیوں کلام الٰہی مانا تو بس انکا ایک جواب ہوتا ہے کہ حضرت علی نے تقیہ کرکے ان سب کو مانا دل سے انہیں نہ مانا تھا۔

سو تقیہ کا مسئلہ کمل گیا اسے شیعہ ان حضرات کیلئے ثابت کرتے ہیں جو انکے عقیدے کے مطابق مامور من اللہ تھے اور دلیل میں وہ آیات لاتے ہیں جو عامی درجہ کے لوگوں کیلئے مجبوراً کلمہ کفر کہنے کی اجازت دیتی ہیں۔ اس وقت مسئلہ زیر بحث عامی درجہ کے لوگوں کا تقیہ کرنا نہیں انبیاء کرام اور ائمہ عظام کے تقیہ کرنے یا نہ کرنے کا ہے۔

پھر حسینی صاحب نے تقیہ کی کوئی تعریف نہیں بتلائی اور نہ اسکا حکم بتلایا ہے کہ یہ عزیمت ہے یا رخصت ہے؟ بڑے لوگوں کیلئے ہے یا رخصت تلاش کرنے والوں کیلئے۔ انکا یہ کہنا کہ میں نے افغانستان میں تقیہ کیا تھا اسکا حکم تو بیان نہیں کرتا کہ یہ رخصت ہے یا عزیمت؟ اگر عزیمت ہے تو اسکے مطابق دلیل پیش کی جائے۔

آپ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کا واقعہ تو بیان کیا لیکن انکے والدین کا تقیہ نہ کرنا اور حق بات پر ڈٹے رہنا اور اسکے لئے جان تک دے دینا اور اسلام کے پہلے وہ شہید کہلانا اسے آپ یکسر بھول گئے۔ انکا عمل عزیمت پر تھا اور حضرت عمار کا رخصت پر۔ تو تقیہ کرنا دوسرے درجے کا عمل ہے آپ حضرت علی کو بھی دوسرے درجے پر لاتے ہیں اور حضرت امام حسینؓ کو اول درجے پر رکھتے ہیں جنہوں نے تقیہ نہ کیا تھا۔ کچھ تو سوچئے؟

حسینی صاحب اگر تقیہ کا حکم بیان کردیتے کہ یہ رخصت ہے اور دوسرے درجے کا عمل ہے تو پھر وہ اسے انبیاء و مرسلین اور ائمہ معصومین خصوصاً حضرت علیؓ جیسے اہل عزیمت کیلئے ثابت نہ کرپاتے۔ رخصت اور عزیمت کی اس تفصیل کے بعد اب ان آیات کیلئے کسی بحث کی ضرورت نہ رہی کہ تقیہ کی یہ اجازت انبیاء و مرسلین اور ائمہ معصومین کیلئے نہیں صرف دوسرے درجے کے لوگوں کیلئے ہے جو اہل رخصت کہلاتے ہیں اور بڑے درجے کے لوگ تو ہمیشہ اہل عزیمت رہے ہیں۔

حسینی صاحب۔ اہل عزیمت صرف خدا سے ڈرتے ہیں انکے سوا انہیں کسی کا خوف نہیں ہوتا اور تقیہ ظاہر ہے کہ اسکی بناء ہی خوف پر ہوتی ہے۔ سو اہل عزیمت کیسے تقیہ کرسکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے

الذین یبلغون رسلت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ (پ ۲۲ الاحزاب ۳۹)

(ترجمہ) وہ لوگ جو پہنچاتے ہیں پیغام اللہ کے اور ڈرتے ہیں اس سے اور نہیں ڈرتے کسی سے

سوائے اللہ کے
جو لوگ رسالہ الہیہ کے امین ہوتے ہیں اور اسے آگے پہنچانے کی ذمہ داری انہیں دی جاتی ہے تو جن کو وہ یہ رسالت پہنچاتے ہیں انہیں امتیں کہاجاتا ہے - روح البیان میں اسکا فارسی ترجمہ ان الفاظ میں دیا گیا ہے
آنانکہ مے رسانند پیغام ہائے خدا را باامتاں خود (جلد ۷ ص ۱۸۲)
اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ الذین یبلغون رسلت اللہ میں مراد انبیاء اور ائمہ درجے کے لوگ ہیں وہ خدا کی باتیں اپنی امتوں تک پہنچاتے ہیں اور وہ کسی سے نہیں ڈرتے اور کبھی تقیہ اختیار نہیں کرتے - سو وہ آیات جو مفتی صاحب نے پیش کی ہیں ان میں اجازت تقیہ صرف عامی درجے کے لوگوں کیلئے ہے اونچے حضرات کیلئے نہیں.

حسینی صاحب

میں نے اگر تقیہ کی تعریف نہ کی تو اسلئے کہ ہم تقیہ کا ایک تصور رکھتے ہیں جو ہر کسی کو معلوم ہے اب اسکی تعریف کی کوئی ضرورت نہ تھی آپ اگر چاہیں تو لیجئے شیعہ کے بڑے عالم شیخ انصاری نے تقیہ کی تعریف یہ کی ہے

پھر میں نے قرآن سے ثابت کیا ہے کہ مومن آل فرعون اور عمار بن یاسر نے تقیہ کیا تھا اور صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نے فرمایا کافر پھر ایسا کریں تو تم بھی اس طرح کہنا
پھر میں نے تقیہ کیلئے جو آیات پیش کی ہیں ان میں بڑے لوگوں کا اور چھوٹے لوگوں کا فرق نہیں ہے مثال لیجئے قرآن میں نماز کا حکم ہے تو جس طرح یہ حکم عامی لوگوں کیلئے ہے خاص لوگوں کیلئے بھی ہے. روزے کا حکم ہے تو دونوں کیلئے اسی طرح تقیہ کا حکم بھی دونوں کیلئے ہے

مفتی صاحب

آپ کا ٹائم ہوگیا ہے ٹائم کی پابندی کریں
حسینی صاحب
آپ بھی جتنا چاہیں لے لیا
مفتی صاحب
یہ ہمارے طے کردہ ضابطے کے خلاف ہے

چیئرمین

ہر فریق کو اتنا ہی وقت ملے گا ۔ اگر یہ کچھ زیادہ وقت لیں تو آپ کو بھی اتنا ہی وقت زیادہ ملے گا

حسینی صاحب

میں اپنے دو منٹوں کے بعد گذارش کرتا ہوں کہ یہ وقت مجھے کافی نہیں

مفتی صاحب

جناب چیئرمین ۔ اگر حسینی صاحب وقت میں اپنی بات نہیں کر سکتے تو ہم اجازت دیتے ہیں کہ وہ اپنے دوسرے مناظر آغا طالب حیدر کو کھڑا کرلیں شاید وہ اپنی بات کر سکیں

حسینی صاحب

نہیں ۔ میں مناظرہ کروں گا

مفتی صاحب

لیجئے تقیہ کی تعریف میں یہ خوف کے الفاظ آگئے ہیں جس سے یہ واضح ہے کہ تقیہ وہیں ہوگا جہاں ڈر یا خوف ہوگا ۔ حسینی صاحب مومن آل فرعون اور حضرت عمار بن یاسر عام لوگوں میں سے تھے ماسور من اللہ لوگوں میں سے نہ تھے ۔ ماسور من اللہ حضرات کیلئے تقیہ کا ثبوت پیش کریں ۔ آپ کا حضرت عمار کو یہ کہنا کہ آئندہ بھی ایسا کرنا یہ بطور حکم نہ تھا بطور اجازت تھا اور یہ اسلئے کہ حضرت عمار روتے ہوئے آپ کے پاس گئے تھے آپ انکی دلجوئی کیلئے ایسا فرمارہے تھے کہ تو نے جو کیا ایسے حالات میں اسکی اجازت ہے آپ اگر یہ کہنا چاہتے کہ یہ میرا حکم ہے تو آپ یہ فرمادیتے کہ تیرے والدین نے جو تقیہ نہیں کیا جان دے دی انہوں نے غلط کیا ہے آپ بتلایئے کہ کیا آپ نے ایسا کہا تھا ؟ نہیں تو اب حضرت عمارؓ کو کو کہنا کہ آئندہ بھی ایسا کرلینا یہ فقط اجازت کے درجہ میں ہے حکم کے درجہ میں نہیں

پھر ہمارا موضوع عام لوگوں کیلئے تقیہ کا نہیں ان لوگوں کیلئے ہے جو رسالت ایسے کے حاملین ہوتے ہیں انکے لئے تقیہ کرنے کا ثبوت دیجئے

حسینی صاحب

قرآن کی آیات مطلق ہیں وہ یہ نہیں کہتی کہ یہ حکم عام لوگوں کیلئے ہے اور یہ خاص لوگوں کیلئے ان آیات تقیہ میں کوئی تخصیص نہیں آپ اس بات کے مدعی ہیں کہ بڑے لوگوں کیلئے تقیہ جائز نہیں سو اسکا ثبوت آپ کے ذمہ ہے قرآن کی ان تین آیتوں میں تقیہ کا حکم ہے اور یہ آیتیں کسی کی تخصیص نہیں کرتیں

مفتی صاحب

قرآن کریم میں تقیہ کرنے کا کوئی حکم نہیں ایک اجازت ہے اور یہ محض اباحت ہے اور اباحت کو امر نہیں کہتے ۔ آل عمران کی آیت الا ان تتقوا منھم تقاۃ میں کافروں سے ظاہرداری رکھنے کی اجازت دی گئی ہے حکم نہیں دیا گیا کہ ایسا کرو ۔ اسی طرح سورہ النحل کی آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان میں بھی صرف اجازت دی گئی ہے حکم وہاں بھی نہیں ۔ آپ بار بار یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ قرآن میں تقیہ کرنے کا حکم ہے اور پھر اسی طرح کا حکم ہے جس طرح نماز پڑھنے کا حکم ہے ۔ یہ صرف اجازت ہے اور اجازت بھی بطور رخصت نہ کہ بطور عزیمت ۔ اسکے شان نزول میں حضرت عمار کے والدین کی عزیمت اور شہادت کو سامنے رکھتے ہوئے تقیہ کو صرف رخصت کہا جاسکتا ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اہل عزیمت کا کام نہیں

حسینی صاحب

یہ ٹھیک ہے کہ یہ صرف اباحت ہے تو اباحت بھی ان دونوں کیلئے ہے بڑے لوگوں کیلئے بھی اور عوام کیلئے بھی ۔

مفتی صاحب

یہ تب ہوتا کہ حضرت عمار کے والدین کا عمل اسکے خلاف نہ ہوتا جب انہوں نے تقیہ نہیں کیا اور حضرت عمار نے کیا تو یہ بات دو رماوں میں منقسم ہو گئی ایک اہل رخصت کا عمل اور دوسرا اہل عزیمت کا ۔ سو ہمیں کوئی اور قصہ پیش کرنے کی ضرورت نہیں یہ آیت خود ہی اشارہ ہے کہ یہ صرف اہل رخصت کا عمل ہے

حسینی صاحب

آپ ان آیات سے اہل عزیمت کیلئے استدلال نہ کریں یہ آیتیں تو میں نے پیش کی ہیں آپ اپنی طرف سے بھی تو کوئی آیت پیش کریں جو بتائے کہ مامور من اللہ درجہ کے لوگ تقیہ نہیں کرتے

مفتی صاحب

میں قرآن پاک کی یہ آیت پیش کرچکا ہوں

الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ (پ ۲۲ الاحزاب ۳۹)

تقیہ خوف کی حالت میں ہوتا ہے اور رسالت الٰہیہ کے حاملین ایک خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے سو وہ تقیہ کیونکر کریں گے اس سے تو انکی ہر خبر مشکوک ہوجائے گی آپ لوگوں کی تفسیر مجمع

البیان میں ہے کہ ان حضرات کیلئے تقیہ جائز نہیں (۱)

حسینی صاحب

یہ آیت بھی عام ہے تمام مبلغین کیلئے۔ یہ نبیوں اور اماموں کیلئے خاص نہیں میں بھی مبلغ ہوں مولانا خالد محمود بھی مبلغ ہیں یہ (آفتاب حیدر) بھی مبلغ ہیں یہ آیت ہم سب کو شامل ہے اور یہ حکم ہے کہ مبلغین کو خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرنا چاہئے۔ تقیہ کبھی حرام ہوتا ہے اور یہ موقع جو اس آیت میں مذکور ہے ان مواقع میں سے ہو سکتا ہے لیکن آیت عام ہے کسی مفسر نے اس سے انبیاء وائمہ مراد نہیں لئے

مفتی صاحب

یہ آیت جو میں نے پیش کی ہے انبیاء اور مامور من اللہ لوگوں سے متعلق ہے وہ ہی رسالات الٰہیہ کے حاملین ہیں حسینی صاحب کا یہ کہنا درست نہیں کہ کسی مفسر نے اس سے انبیاء اور ماموریں مراد نہیں لئے (حاشیہ ۲) اس آیت سے ماقبل آیت بھی نبیوں سے متعلق ہے اور بعد کی آیت میں ختم نبوت کا بیان ہے تو درمیانی آیت میں بھی نبوت کے حاملین کا ذکر ہے تینوں اس ترتیب سے ہیں

۱ - ماکان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ

۲ - الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ

۳ - ماکان محمد ابا احد من رجالکم

جب یہ آیت ان دونوں کے درمیان ہے تو یہ اس تبلیغ رسالت کا بیان ہے جو انبیاء و ماموریں لوگ کرتے ہیں وہ تقیہ نہیں کرتے کیونکہ انہیں کسی کا ڈر نہیں ہوتا

حسینی صاحب

یہ آیتیں سب ایک دوسرے سے جدا ہیں اور علیحدہ علیحدہ وقتوں میں اتری ہیں اور تمہارے عقیدے میں بھی یہ ترتیب نزولی کے مطابق نہیں تم بھی اسے ترتیب رسول کہتے ہو کچھ آیتیں دور نبوت کے آخر میں اتریں مگر وہ قرآن میں پہلے ہیں سو یہ تینوں آیتیں مختلف موقعوں کی ہیں جو ایک سورت میں جمع کردی گئی ہیں ان تینوں آیتوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور اس آیت کو کسی مفسر نے مامور من اللہ لوگوں سے خاص نہیں کیا

مفتی صاحب

آپ نے قرآن پاک کی ترتیب کے متعلق اپنا جو عقیدہ بتلایا ہے اس پر افسوس ہے لیکن میں

موضوع سے نکلنا نہیں چاہتا آپ کسی درجے میں بھی آیات کے ربط کے قائل ہیں یا نہیں ؟ آپ نے اب تک کوئی ایسی آیت پیش نہیں کی جو رسالت ماٰبہ کے پاک حاملین کیلئے تقیہ کا دروازہ کھولے تاہم آپ نے سورہ النحل کی جس آیت کو تقیہ کرنے کا حکم قرار دیا ہے اسکا پہلی آیت سے کیا ربط ہے ؟ آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان سے پہلے یہ آیت موجود ہے

انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بایات اللہ واولئک ھم الکاذبون

(ترجمہ) جھوٹ تو وہ لوگ بناتے ہیں جن کو یقین نہیں اللہ کی باتوں پر اور وہی لوگ جھوٹے ہیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اگلی آیت میں جس تقیہ کی اجازت دی گئی ہے وہ کذب کی ایک نوع (جھوٹ کی ہی ایک قسم) ہے لیکن بحالت مجبوری عمل کرنے والے پر اسکا مواخذہ نہیں ہوگا - حسینی صاحب آپ مانتے ہیں یا نہیں کہ تقیہ جھوٹ کی ہی ایک قسم ہے

آپ بتلائیں کہ کذب اور تقیہ میں کونسی نسبت ہے عموم خصوص مطلق یا عموم خصوص من وجہ اور پھر ان میں افتراق اور اجتماع کے مادے بھی کھول کر بیان کریں

حسینی صاحب

آپ سوالات پھر دہرائیں

مفتی صاحب

کیا آپ کو سمجھ نہیں آرہی

حسینی صاحب

ہاں نہیں آرہی

مفتی صاحب

پھر آپ اپنے ساتھ کسی دوسرے عالم کو کھڑا کرلیں جو آپ کو سمجھاتا جائے میں نے صرف یہ پوچھا ہے کہ جھوٹ اور تقیہ میں کونسی نسبت ہے اور پھر تقیہ اور کتمان میں کیا نسبت ہے

حسینی صاحب

تقیہ اور کذب میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے عموم خصوص مطلق کی نہیں ہم کل تقیہ کذب کہہ سکتے ہیں لیکن کل کذب تقیہ نہیں کہہ سکتے - تقیہ ایک لحاظ سے کذب بھی ہوتا ہے لیکن آپ کل تقیہ کذب نہیں کہہ سکتے کیونکہ تقیہ میں آپ اصل بات ظاہر نہیں کررہے بوجہ اجبار جھوٹ کہہ رہے ہیں مگر چونکہ دل سے نہیں کہہ رہا تو یہ جھوٹ نہ ہوا تقیہ ہوا

مفتی صاحب

اسکا مطلب یہ ہوا کہ تقیہ کسی صورت میں جھوٹ نہ ہوا تو پھر آپ کہیں کہ جھوٹ اور تقیہ میں تباین کی نسبت ہے - آپ یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ ان میں عموم خصوص من وجہ ہے - پھر آپ

کو یہ کہنا ہم کل تقیہ کذب کہہ سکتے ہیں لیکن کل کذب تقیہ نہیں کہہ سکتے تو اس صورت میں یہ عموم خصوص مطلق ہوا من وجہ نہیں۔ اگر من وجہ ہے تو آپ اس میں دو مادے افتراق کے علیحدہ علیحدہ بتادیں اور ایک وہ جو کذب بھی ہو اور تقیہ بھی ہو۔ قرآن کریم سے آپ نے جو آیت تقیہ کیلئے پیش کی ہے اس سے پہلے کذب کا لفظ صریح طور پر موجود ہے جس سے واضح ہے کہ تقیہ بے جھوٹ کی ایک قسم ہی مگر بوجہ جبر اس پر مواخذہ نہ ہوگا

حسینی صاحب

تقیہ اور کذب میں عموم خصوص من وجہ ہے ہم کل تقیہ کذب کہہ سکتے ہیں لیکن کل کذب تقیہ نہیں کہہ سکتے

مفتی صاحب

پھر تو یہ عموم خصوص مطلق ہوا جیسے کل انسان حیوان کہہ سکتے ہیں لیکن کل حیوان انسان نہیں کہہ سکتے بعض حیوانات ہیں جو انسان نہیں تو حیوان عام ہوا اور انسان خاص یہ عموم خصوص مطلق ہے کیا آپ اسے یوں نہیں کہہ سکتے **کل تقیہ کذب من غیر ان یواخذ علیہ اور کل کذب یواخذ علیہ الا اذا کان من اجبار** تو ان دونوں صورتوں میں تقیہ ہوگی جھوٹ ہی کی ایک قسم ہوگی اس میں آیتوں کا ربط بھی قائم رہے گا اور آپ کا عقیدہ بھی سامنے آگیا

حسینی صاحب

آپ پھر آیتوں کی ترتیب زیر بحث لے آئے ہیں آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ترتیب نزول نہیں ہے کوئی آیت کہیں کی ہے اور کوئی کہیں کی مگر انکو ایک جگہ کر دیا گیا ہے

مفتی صاحب

جناب من یہ ترتیب کی بحث تو آپ نے شروع کی تھی آپ مت گھبرایئے۔ آپ کا موجودہ قرآن کے بارے میں عقیدہ جو بھی ہو آپ کو چاہئے تھا کہ آیت **الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان** کو اس سے پہلی آیت کے ساتھ تو ملا کر پڑھتے یہ بات پہلے ہی کھل جاتی ہے کہ تقیہ بھی جھوٹ کی ایک قسم ہے گو اس پر معافی ہوجائے مواخذہ نہ ہو

حسینی صاحب

آپ نے ان دو آیتوں (**الا ان تتقوا منھم تقاہ اور الا من اکرہ**) میں تو رخصت اور عزیمت کی بحث شروع کردی ہے لیکن کسی مفسر نے یہاں نہیں لکھا کہ یہ صرف اجازت ہے۔ یہ حکم ہے

اور مومن آل فرعون کے تقیہ کرنے میں تو رخصت اور عزیمت کی بحث نہیں چلتی قرآن میں ہے
وقال رجل مومن من آل فرعون یکتم ایمانہ (پ ۲۴ المومن ۲۸)

مفتی صاحب

(۱) مومن آل فرعون مامور من اللہ لوگوں میں سے نہ تھا (۲) جونہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی تجویز ہونے لگی اس نے اپنا تقیہ توڑ دیا (۳) قرآن کریم نے اسکی اس دور میں تعریف نہیں کی جب وہ تقیہ کر رہا تھا اسکی تعریف اس وقت کی گئی جب وہ تقیہ سے باہر آگیا (۴) یہ واقعہ نزول قرآن سے پہلے کا ہے ہم اس وقت کی شریعت کے پابند نہیں نہ اس وقت کی شریعت سے اپنے مسائل کا فیصلہ کریں (۵) یہاں تقیہ کے بجائے یکتم ایمانہ کے الفاظ آئے ہیں شیعہ مناظر نے اس آیت کو تقیہ کے موضوع پر پیش کر کے یہ بتلایا ہے کہ انکے ہاں تقیہ کتمان کا نام ہے اب جہاں بھی کتمان کا لفظ آئے حسینی صاحب یہ نہ کہہ سکیں گے کہ یہ تقیہ کی بحث نہیں (۶) وہ مومن آل فرعون استدلالی تقیہ کا پابند نہ تھا ورنہ وہ تقیہ سے باہر نہ آتا حسینی صاحب بتائیں کہ وہ آلی تقیہ کے قائل ہیں یا استدلالی تقیہ کے ؟
حسینی صاحب میں نے ان آیات میں رخصت اور عزیمت کا فرق نہیں کیا ہمارے سب مفسرین (حاشیہ ۳) اسے رخصت کہتے ہیں

حسینی صاحب

میں نے قرآن کی تین آیتوں سے تقیہ کا حکم ثابت کیا ہے جس طرح اقیموا الصلوٰۃ میں نماز کا حکم ہے اور وہ سب کیلئے ہے خدا نے تقیہ کرنے کا حکم بھی سب کو دیا ہے یہ نہیں کہ بڑے لوگ تو تقیہ نہ کریں اور چھوٹے کریں ہر شخص کو تقیہ کرنے کا حق ہے - اب اسکا جواب دیجئے کہ تقیہ کب تک کیا جاسکتا ہے بخاری میں ہے التقیہ الی یوم القیامہ پوری زندگی بھی انسان تقیہ میں رہے تو اسکی اجازت ہے بڑے لوگ بھی تقیہ کرسکتے ہیں تقیہ کا حکم عام ہے کوئی شخص پیش کریں جو کہے کہ بڑے لوگ تقیہ نہیں کرسکتے - یہ انکی شان کے خلاف ہے

مفتی صاحب

تقیہ کے مقابلے کا لفظ کیا ہے ؟ صبر اور جہاد - یہاں تک کہ جان مال سب خطرے میں پڑ جائے اور انسان ڈٹا رہے اگر تقیہ بڑے لوگوں کیلئے جائز ہوتا تو پھر قرآن صبر اور استقامت کو اہل عزیمت کا کردار نہ بتلاتا - انبیاء و مرسلین سے بڑھ کر اور کون صاحب کردار ہوسکتے ہیں قرآن کریم کہتا ہے
لتبلون فی اموالکم وانفسکم ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین

اشرکوا اذی کثیرا فان تصبروا وتتقوا فان ذالک من عزم الامور (پ ۴ آل عمران ۱۸۶) (ترجمہ) البتہ تمہاری آزمائش ہوگی مالوں میں اور جانوں میں اور تم سنوگے اہل کتاب سے اور مشرکین سے بہت اذیت کی باتیں اور اگر تم نے صبر کیا اور استقامت دکھائی تو یہ بڑا عزیمت کا کام ہے

قرآن کریم میں یہاں صاف بتایا کہ اہل عزیمت کا کام ان مواقع میں صبر کرنا اور مصائب کو برداشت کرنا ہے تقیہ کرنا نہیں - اہل سنت کے ہاں اہل عزیمت کا کام صبر اور استقامت ہے اور شیعہ کے ہاں تقیہ صرف ایک اباحت ہی نہیں بلکہ اسے عزیمت کہتے ہیں (یعنی تقیہ کرنا اہل عزیمت کا کام ہے) قرآن میں انہیں کوئی دلیل نہیں ملی جو تقیہ کو عزیمت ثابت کرے انہوں نے اسکے لئے ایک حدیث وضع کر رکھی ہے لا ایمان لمن لاتقیہ لہ کہ بغیر تقیہ کے کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا

حسینی صاحب

تقیہ کے بارے میں ابن جریر اور ابن ابی شیبہ جیسے لوگ حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں اور ابن جریر ابن ابی حاتم اور بیہقی سے بھی نقل کرتے ہیں کہ تقیہ ایک عام لفظ ہے اور یہ آج بھی جائز ہے جس طرح اسلام کے دوسرے کام ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ تقیہ کا حکم بھی اسی طرح ہے جیسے جہاد کا حکم ہے اور یہ سب کیلئے ہے بڑے لوگ ہوں یا چھوٹے

مفتی صاحب

حسینی صاحب - میں نے اصول کافی سے حدیث پیش کی تھی لا ایمان لمن لا تقیہ لہ اسکی رو سے تقیہ کرنا آپکے ہاں عزیمت ہے اور دلیل میں آپ پیش کر رہے ہیں الا من اکرہ - اور الا ان تتقوا منہم تقاۃ - جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ ایک رخصت ہے آپ کا دعوی تو عزیمت کا ہے اور دلیل آپکی رخصت کی ہے - آپ کے دعوی اور دلیل میں کوئی مطابقت بھی ہے ؟ آپ اتنی بات بھی سمجھ نہیں پا رہے -

حسینی صاحب

پھر اتنی بات تو ہم اور آپ میں متفق علیہ ہوئی کہ تقیہ جائز ہے گو آپ اسے چھوٹے لوگوں کیلئے جائز سمجھیں اور ہم اسے نماز روزہ کی طرح سب کیلئے حکم ہی کیوں نہ سمجھیں اسکے جائز ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں ہو سکتا

مفتی صاحب

نہیں - چھوٹے لوگوں کیلئے بھی تقیہ ایک متفق علیہ عمل نہیں ہے کیونکہ محققین کی رائے ہے کہ اوائل میں جب ابھی اسلام کا غلبہ نہ ہوا تھا عام لوگوں کیلئے ڈر کر اور دب کر تقیہ کرنا جائز تھا لیکن جب اسلام ایک بڑی طاقت بن گیا اب ڈر کر اور دب کر کلمہ کفر زبان پر لانا جائز نہ رہا انکے نزدیک وہ دونوں آیتیں جو شیعہ تقیہ کیلئے پیش کرتے ہیں منسوخ العمل ٹھہریں - اب نہ ان کے فتوا حکم تقہ پر عمل ہو سکتا ہے نہ ان کی اگلی والی آیت پر - اور مومن آل فرعون کا کتمان ایمان بھی پہلی شریعت کی بات ہے نہ کہ ہماری اس شریعت کی - اور اس نے تو تقیہ تو بھی دیا تھا

حسینی صاحب

اب تک تو آپ عام لوگوں کیلئے تقیہ مان رہے تھے اب آپ نے انکے لئے بھی تقیہ کا انکار کر دیا ہے آپ اسے منسوخ بتلاتے ہیں مگر حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ تقیہ قیامت تک کیا جاسکتا ہے کبھی منسوخ نہ ہو گا

مفتی صاحب

میں نے یہ نہیں کہا کہ تقیہ چھوٹے لوگوں کیلئے جائز ہے میں نے یہ کہا تھا کہ محققین اسے عامی لوگوں کیلئے بھی جائز نہیں سمجھتے اور اس اجازت کو اب وہ منسوخ کہتے ہیں (حاشیہ ۴) تو جب ایک طبقہ ہم سے یہ اختلاف رکھتا ہے تو اسے متفق علیہ کیسے کہا جاسکتا ہے آپ کا یہ کہنا کہ ہم صرف اجبار کی صورت میں تقیہ کرتے ہیں تو بتائیں کہ آپ کے عقیدے میں باب الکتمان کیا ہے - کیا یہ بھی کسی اکراہ اور مجبوری میں سامنے آتا ہے حالات اور مسائل کو چھپانا بھی آپ کے مذہب کا کوئی عام باب ہے

حسینی صاحب

ہم کتمان اور تقیہ دونوں کے قائل ہیں تقیہ صرف مجبوری کی صورت میں کیا جاسکتا ہے اور کتمان عام صورت حال میں بھی ہو سکتا ہے ہم بلا ضرورت اپنے دین کو عام نہیں کرتے

مفتی صاحب

اب آپ بتائیں کہ مومن آل فرعون پہلے تقیہ کئے ہوئے تھا یا کتمان کر رہا تھا اگر وہ کتمان میں تھا تو آپ اس سے تقیہ پر استدلال کیوں کرتے رہے اب آپ کہہ رہے ہیں کہ تقیہ اور کتمان میں فرق ہے

حسینی صاحب

میں نے تقیہ پر دو آیتیں پیش کیں آپ ان کا کوئی حصر بیان کریں جس سے معلوم ہو کہ یہ آیات مامور من اللہ اور انبیاء کے بارے میں نہیں ہیں آپ نے اب تک اس پر کوئی آیت پیش نہیں کی

مفتی صاحب

امام بخاری نے آپ کی پیش کردہ دونوں آیتوں الا من اکرہ اور الا ان تتقوا منہم تقاۃ کے بعد اختیاری تقیہ (کہ تقیہ عرصہ دراز تک چلے) کا بطلان اس آیت سے پیش کیا ہے

ان الذین توفاھم الملائکہ ظالمی انفسہم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعہ فتھاجروا فیھا فاولئک ماواھم جہنم وساءت مصیرا (پ ۵ النساء ۹۷)

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ پہلی دونوں آیتوں میں بوجہ اجبار کلمہ کفر کہنے کی جو رخصت ہے اس تقیہ پر ہرگز اڑ رہنا قرآن کے نزدیک بڑا جرم ہے اور قرآن کی یہ آیت اسکی پرزور تردید کرتی ہے۔ سو اس رخصت کا اگر کسی درجے میں اعتبار بھی کیا جائے تو یہ تبھی ہو سکے گا کہ وہ وہاں سے ہجرت کا ارادہ رکھے یا موقع پاکر اپنے میں لڑنے کی قوت پیدا کرلے اور اگر وہ اسکے بغیر تقیہ کرتا ہے تو قرآن کی یہ آیت اسے ختم کردیتی ہے اسلام میں اختیاری تقیہ کسی صورت میں جائز نہیں کوئی آیت اسے مطلقاً جائز نہیں کرتی (حاشیہ ۵) ہم اہل سنت حضرت علیؓ جیسے بڑے لوگوں کا چوبیس سال بلکہ تیس سال تک اختیاری تقیے پر جمے رہنا کسی طرح تسلیم نہیں کرتے

حسینی صاحب

تقیہ خوف اور ڈر کا نام نہیں تقیہ سے مراد تحفظ نفس ہے آپ کسی مقصد کے درپے ہوں اور اسکے لئے کچھ لوگ تمہاری جان کے درپے ہوں اور اسلام کو آپ کی زندگی کی ضرورت ہو تو آپ کو تقیہ کرکے اسلام کیلئے اپنے آپ کو بچانا ہوگا تقیہ اس کیلئے کیا جاتا ہے اگر اپنی زندگی بچانے سے اسلام کی خدمت مقصود نہیں تو ایسی صورت میں جان دینا ہوگی اور تقیہ حرام ہوگا

ثانیاً آپ نے حدیث کا حوالہ دیا ہے **لا ایمان لمن لا تقیہ لہ** تو ہم اہل سنت کی طرح اپنی حدیث کی کتابوں کو صحاح اربعہ نہیں کہتے کہ یہ سب کی سب صحیح کہی جائیں سو فیصدی یا پچانوے فیصد۔ ہم اپنی کتابوں کو کتب اربعہ کہتے ہیں ہمارے علماء کہتے ہیں کہ فروع کافی اور اصول کافی میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں جن میں تین ہزار قوی اور نو ہزار ضعیف ہیں

میں اسکے شواہد پیش کرسکتا ہوں پچھلے سال ایران میں ہماری ایک حدیث کی کتاب شائع ہوئی اور پبلیشر نے اسکا نام صحیح الکافی لکھ دیا اور اس میں اس نے اصول کافی کی چار ہزار حدیثیں لکھی تھیں اس میں ہمارے سب علمی حلقوں نے اسکی مخالفت کی

پھر ہمارے ہاں ایک اور معیار بھی ہے کہ ہم انہی حدیثوں کو معتبر سمجھتے ہیں جو قرآن کے مطابق ہوں ہمارے ہاں حدیث قبول کرنے کا ہمیشہ ایک معیار رہا ہے آپ کے ہاں کوئی معیار نہیں ساری بخاری صحیح ہے

تقیہ ڈر کا نام نہیں اسی وجہ سے پیغمبروں کے بارے میں ہے کہ وہ ڈرتے نہیں حق کی بحث ایک جدوجہد ہے اس میں آپ کبھی وہ بات بھی کہیں جو نادرست ہو تو آپ وہ بھی کہہ سکتے ہیں اسکے باوجود آپ مومن رہیں گے جیسے ایک مومن آل فرعون تھا

مفتی صاحب

یہ وقت نہیں کہ ہم فن حدیث پر اصولی بحث کریں اس وقت موضوع تقیہ ہے میں نے اصول کافی کی ایک حدیث پیش کی تھی شیعہ مناظر کو بتانا چاہئے تھا کہ یہ قوی ہے یا ضعیف - اور قرآن کے خلاف ہے یا موافق اور وہ اسے قبول کرتا ہے یا نہ ؟ - ان میں سے تو اس نے کوئی بات نہیں کی اور اصول حدیث پر اتنا وقت لیا ہے - اگر یہ حدیث معتبر نہیں تو یہاں لکھ دو تاکہ آپ کے دوسرے علماء بھی آپ کی کارگذاری دیکھ سکیں

آپ کا یہ کہنا کہ تقیہ میں ڈر اور خوف نہیں ہوتا یہ غلط ہے اپنی ہی کتابوں سے یہ الفاظ دکھلادیں - نہیں تو اپنی کتاب اصول کافی کتاب الحجہ سے امام جعفر صادق کے نام پر وضع کی گئی - یہ روایت پڑھیں

وتخوفكم من عدوكم في دولة الباطل وحال الهدنه افضل ممن يعبد الله عزوجل ذكره في ظهور الحق مع الامام الحق الظاهر في دولة الحق

پھر حضرت علی کے نام سے وضع کی گئی اپنی یہ حدیث بھی دیکھیں

دانوا بالتقيه عن دينهم والخوف من الباطل فارواحهم متعلقه بالمحل الاعلى

کیا یہاں **تخوفكم من عدوكم** اور **الخوف من الباطل** کے الفاظ آپ کو نظر نہیں آتے پھر آپ کا یہ کہنا کہ تقیہ ڈر اور خوف کا نام نہیں کس طرح درست ہو سکتا ہے یہ آپ اپنے مذہب کے خلاف کہہ رہے ہیں

حسینی صاحب

میں نے قرآن سے تین آیتیں پیش کیں جن میں تقیہ کرنے کا حکم ہے ان کا آپ نے کوئی جواب

نہیں دیا عمار بن یاسر کا اور مومن آل فرعون کا عمل تقیہ پیش کیا صحیح بخاری کا حوالہ دیا آپ بتائیں حضرت عمار کا عمل درست تھا یا نادرست ؟ مومن آل فرعون ایمان چھپانے کے باوجود مومن تھا یا نہ ؟ کیا بخاری میں التقیہ الی یوم القیامہ کی روایت نہیں ہے ؟ آپ ایک ہی بات بار بار کہہ رہے ہیں کہ انبیاء اور ائمہ اور وہ لوگ جو ماموم من اللہ ہوں تقیہ انکے لئے نہیں اس پر آپ نے کوئی دلیل پیش نہیں کی آپ نے جو آیت پیش کی وہ پیغمبروں سے خاص نہیں ہیں اور آپ بھی مبلغ ہیں اور ہم اس آیت میں داخل ہیں سو آپ میری پیش کردہ آیتوں کے مقابل کوئی نص پیش نہیں کرسکے

مفتی صاحب

آپ نے جو دو آیتیں پیش کی ہیں **الا ان تتقوا** اور **الا من اکرہ** ان میں تقیہ کا حکم کہیں نہیں ہے نہ قرآن میں اقیموا اسوہ کی طرح تقیہ کا کوئی حکم ہے اگر کہیں ہے تو آپ دکھاویں سو کسی پیرائے میں قرآن میں تقیہ کا حکم نہ ملے گا ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالی نے کافروں سے دوستی اور کلمہ کفر کہنے سے نہی فرمائی اور پھر اس میں سے دو استثناء فرمائے - اہل علم جانتے ہیں کہ نہی سے استثناء مفید اباحت ہوتا ہے یہ کوئی امر نہیں ہوتا کہ لیا کرو - بیوہ عورتوں کو دوران عدت نکاح کا پیغام دینے سے نہی فرمائی **ولکن لا تواعدوھن سرا** اور اسکے بعد استثناء فرمایا **الا ان تقولوا قولا معروفا** اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ بیوہ عورتوں کو دوران عدت پیغام نکاح دینے کا حکم آیا ہے (معاذ اللہ)

پس جب قرآن میں کہیں تقیہ کا حکم ہی نہیں تو آپ بار بار نص کی تلاش کس لئے کررہے ہیں کیا آپ کو اتنا فرق بھی معلوم نہیں ہوتا - ان دونوں آیتوں میں جو اباحت ہے اسکا اپنا درجہ کیا ہے ؟ حضرت عمار اور انکے والدین کے عمل سے واضح ہے عمار کی طرح مجبوری کی صورت میں کلمہ کفر کہنا رخصت ہے اور انکے والدین کا جان دینا اور کلمہ کفر نہ کہنا یہ عزیمت ہے اسکا حاصل اسکے سوا اور کچھ نہیں کہ اہل رخصت تقیہ کرلیں اور اہل عزیمت نہ کریں - یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ تقیہ کے بغیر ایمان دار ہی نہیں ہوسکا - جب یہ اباحت اور اجازت ہے تو ہی رخصت تو اہل عزیمت کیلئے اس آیت کا مخصص تلاش کرنا وقت ضائع کرنا ہے اور یہ بات کہ رسالہ ایسے کہ مجلس خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے ایک مستقل خبر ہے جو اہل عزیمت سے تقیہ کی نفی کررہی ہے

حضرت عمار نے تقیہ کرکے جان بچانے کو اگر عزیمت سمجھا ہوتا تو وہ جنگ صفین میں تقیہ کرکے مخالفوں سے جا ملتے اور جان نہ دیتے آپ بتائیں کہ وہ تقیہ کو رخصت سمجھتے ہیں یا عزیمت جب آپ اسے رخصت مانتے ہیں تو کیا اس سے خود ہی عزیمت کی تخصیص نہ ہوگئی ؟ اب مخصص کی تلاش کس لئے کچھ تو سوچئے

امام جعفر صادقؒ نے خود اسے رخصت فرمایا ہے۔ کسی شخص نے آپ سے پوچھا مد الرقاب احب الیک ام البراءۃ من علی آپ کو زیادہ پسند ہے یا علی سے لاتعلق ہونا۔ آپ نے فرمایا
الرخصہ احب الی اما سمعت قول اللہ فی عمار الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان (تفسیر نور الثقلین ج ۳ ص ۸۸)

(ترجمہ) مجھے تو رخصت زیادہ پسند ہے یہ اللہ کی وہ بات ہے جو اس نے عمار کیلئے کہی آپ نے اسے رخصت فرمایا معلوم ہوا عزیمت انکے ہاں بھی جان دینا ہی ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ شیعہ علماء نے ائمہ اہل بیت کو اونچے لوگوں کے بجائے اہل رخصت میں جگہ دے دی ہے اور انکے لئے تقیہ جائز قرار دے دیا اور اسے ایمان کا ایک اہم رکن تک بتلادیا۔ رخصت کا یہ قول آپ اپنی تفسیر مجمع البیان میں بھی دیکھیں جو اس طرح ہے **فعلی ھذا تکون التقیہ رخصہ والافصاح بالحق فضیلہ** (ج ۲ ص ۴۳۰)

کیا اس میں صاف طور پر رخصت کا لفظ نہیں اور انکے مقابل کھل کر بات کہنے اور بات نہ چھپانے کو افضل نہیں کہا گیا؟

حسینی صاحب

آپ کو ان آیتوں کا قصص بتلانا ہی ہوگا کہ انبیاء اور ائمہ معصومین کیلئے تقیہ کرنا جائز نہیں میں رخصت اور عزیمت کے الجھے نہیں جانتا مجھے قرآن سے وہ قصص دکھلایئے جو کہے کہ ماسور من اللہ وہ ہے کے لوگوں کیلئے مجبوری میں کلمہ کفر کہنا جائز نہیں جب تک آپ نہ بتائیں گے میں بار بار یہ بات دہراتا رہوں گا آپ یا تو تقیہ مان لیں یا ان سے بچنے لوگوں کی تخصیص ثابت کریں یہ میرے دلائل ہیں حاضرین فیصلہ کریں گے کہ میں نے قرآن سے اور حدیث سے تقیہ ثابت کردیا ہے مومن آل فرعون کا تقیہ ہمارے لئے مثال ہے

مفتی صاحب

حسینی صاحب۔ سامعین کو دھوکہ دینے پر کیوں اصرار ہے ہیں اسکی وجہ سب سمجھتے ہوگئے۔ بحث مجھ میں اور آپ میں ہو رہی ہے سامعین کو درمیان میں لانا آپ کو کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ تقیہ آپ کے ہاں عزیمت ہے بڑا اونچا عمل ہے اور جو دلیل آپ نے اسکے لئے پیش کی ہے وہ صرف جواز اور اباحت کی ہے یہ دعوی اور دلیل میں مطابقت نہیں قرآن میں کہیں تقیہ کا حکم نہیں دیاگیا اور رخصت کو اہل عزیمت کا عمل نہیں کہتے۔ شیعہ کتب حدیث میں تقیہ کو عزیمت کے درجے میں ہونا اس طرح لکھا ہے جسے امام باقرؒ کے نام سے پیش کیا جاتا ہے

التقیہ من دینی ودین آبائی ولا ایمان لمن لا تقیہ لہ (الکتب الشافی ج ۲ ص ۱۳۳)

(ترجمہ : تقیہ میرا دین ہے اور میرے باپ دادا کا دین ہے (یہ غلط ہے امام باقر کے دادا حضرت حسینؓ نے تقیہ نہ کیا تھا) اور جو تقیہ نہ کرے وہ مومن نہیں ہو سکتا)

یا ابا عمرو ان تسعه اعشار الدین فی التقیه ولا دین لمن لا تقیه له (ایضاً ص ۳۰)

(ترجمہ : اے ابو عمرو دین کے دس حصوں میں سے نو تقیہ میں ہیں اور جو تقیہ نہ کرے اسکا کوئی دین نہیں)

والله ماعلی وجه الارض شئی احب الی من التقیه یاحبیب انه من کانت له تقیه رفعه الله یا حبیب من لم تکن له تقیه وضعه الله (ص ۳۱)

(ترجمہ : خدا کی قسم زمین پر کوئی چیز مجھے تقیہ سے زیادہ پیاری نہیں اے حبیب جو تقیہ کرے گا اللہ اسے عزت دیں گے اور جو تقیہ نہ کرے گا اللہ اسے کمینہ صفت لوگوں میں رکھیں گے X استغفر اللہ)

مومن آل فرعون کا تقیہ ابتدائی نہ تھا جب ضرورت پڑی اس نے تقیہ توڑ دیا اور حضرت موسیٰ کے حق میں بیان دیا اس سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ انکے نزدیک عزیمت یہی تھی کہ حق بات کہہ دی جائے گو اپنی جان خطرے میں ہو

حسینی صاحب

مومن آل فرعون نے تقیہ کب توڑا یہ غلط ہے جب اس نے حضرت موسیٰ کے بارے میں دونوں باتیں کیں **ان یک کاذبا فعلیه کذبه وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم** تو اس نے اپنے ایمان کا اظہار تو نہ کیا

مفتی صاحب

آپ اس آیت کے پہلے الفاظ بھی پڑھیں **وقد جاءکم بالبینٰت من ربکم** اس میں اس نے اپنے ایمان کی بات بھی اپنے رب کا اقرار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا اقرار کیا۔ اور اگلی جو بات کی وہ بناء بر شک نہیں تھی مخاطبین کی ذہنی تقریب کیلئے تھی ۔

حسینی صاحب

آپ یہ تو مانیں کہ وہ پہلے تقیہ کیے ہوئے تھا اس نے تقیہ کیا اور عمار بن یاسر نے بھی تقیہ کیا

مفتی صاحب

مگر حضرت عمار کے والدین بھی تو اسی سانحہ میں تھے انہوں نے تقیہ نہ کیا اور اسلام کے پہلے دو شہید کہلائے آپ انکے عمل کو کیوں بیان نہیں کرتے کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار

کو کہا تھا کہ تمہارے والدین نے غلطی کا کام کیا؟ کہیں کہا ہو تو دکھائیں

حسینی صاحب

لیکن آپ نے حضرت عمار کو تو یہ کہا کہ آئندہ بھی ایسی صورت پیش آئے تو اسی طرح کرنا

مفتی صاحب

آپ نے انہیں ایسا انکی دلجوئی کیلئے کہا تھا وہ روتے ہوئے آپ کے پاس آئے تھے اور آپ کا انہیں ایسا کہنا بھی صرف اجازت کے طور پر تھا اس لئے نہ تھا کہ آپ (معاذ اللہ) حضرت عمار کے والدین کو غلط سمجھتے تھے حضرت عمار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ کو اگر عزیمت سمجھا ہوتا تو وہ جنگ صفین میں اس پر ضرور عمل کرتے

حسینی صاحب

ظلم واستبداد کی تاریخ بہت پرانی ہے بنو امیہ نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہم صرف تقیہ کی بدولت یہاں تک پہنچے ہیں کہ ہمارا دین اور عقیدہ قائم ہے اگر تقیہ نہ ہوتا ہم مومن کیسے رہ سکتے تھے

مفتی صاحب

پھر آپ کا عقیدہ و مذہب ظاہر دین تو نہ ہوا قرآن پاک میں تو دین اسلام کے سب دینوں پر ظاہر اور غالب آنے کی خبر دی گئی ہے یہ چھپا دین وہ ظاہر دین کیسے ہو سکتا ہے جسکی خبر لیظھرہ علی الدین کلہ میں دی گئی تھی

حسینی صاحب

آج ہم تقیہ میں نہیں ہیں ایران اگر دیکھئے خدا نے ہمیں کتنی عزت دے رکھی ہے اور وہاں ہمارے ہی عقیدے کا غلبہ ہے

مفتی صاحب

اگر یہ بات واقعی اس طرح ہے تو انکی اطلاع امام جعفرؒ کو دیں جنہوں نے آپ کے بقول دین کا نقشہ ان الفاظ میں دیا تھا اور شاید انہیں ایران میں آنے والے انقلاب کا پتہ نہ تھا انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ (اصول کافی باب ۲۲۶ باب ا لکتمان)

حسینی صاحب

جب قرآن کہہ رہا ہے کہ حالت اجبار میں تقیہ کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح تم ظالموں کے ظلم سے بچ سکتے ہو تو اگر شیعہ پوری تاریخ میں مظلوم رہے ہیں تو پھر تقیہ اور کتمان ہی ہماری آخری امید گاہ ہے کہ ہم زندہ رہ سکیں بخاری میں ہے کہ تقیہ قیامت تک رہے گا

مفتی صاحب

اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ شیعہ کبھی بھی اپنے عقائد میں نہ کھل سکیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایران میں بھی پوری طرح نہ کھل سکے آپ کا بار بار یہ کہنا کہ بخاری میں ہے کہ تقیہ قیامت تک کیلئے ہے آپ اسے حضور کی حدیث تو نہ کہیں - یہ بات نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے نہ کسی صحابی کی - یہ حضرت حسن بصری کی اپنی فقہی رائے ہے کہ مجبوری کی صورت میں تقیہ کی جو اجازت تھی وہ غلبہ اسلام کے بعد منسوخ نہیں ہوئی - انکی یہ رائے فقہی تو ہمیں کی ادارے لئے حجت ہو اگر یہ بات کسی درجے میں بھی حجت ہوتی تو بعد کے محدثین اور مفسرین انکی نفی نہیں کرتے - کسی فقیہ کی فقہی رائے کو حضور کی حدیث کے نام سے پیش کرنا دیانت کے خلاف ہے

حسینی صاحب

سو آپ اور ہم اس پر متفق ہوئے کہ تقیہ ہمیشہ کیلئے ہی ہو سکتا ہے قیامت تک رہ سکتا ہے

مفتی صاحب

نہیں - آپ میری بات ہی نہیں سمجھ پارہے ہیں کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ اپنے ساتھ کسی اور ساتھی کو بھی ملالیں تاکہ وہ آپ کو بات سمجھاتا جائے میں ایک بات واضح کرتا جاتا ہوں اور آپ بار بار یہ کہتے ہیں کہ میں اور آپ متفق ہیں - آپ کی بات کے جواب میں کہہ رہا ہوں کہ نہیں - یہ اعتقادی تقیہ کا بیان نہیں کہ کوئی شخص زندگی بھر تقیہ میں رہے - یہ صرف اس تقیہ کی اباحت کا بیان ہے کہ قیامت تک جب بھی اسکی ضرورت پڑے یہ کیا جاسکتا ہے منسوخ نہیں ہوا حسن بصری یہ بات کہہ رہے ہیں - پوری زندگی تقیہ میں گزارنے کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا

حسینی صاحب

وہ آیت تو کم از کم پیش کریں جو عمر بھر تقیہ کے رہنے کو روکتی ہو کوئی شخص تقیہ قیامت تک کے رہے اس سے کوئی آیت نہیں روکتی

مفتی صاحب

یہ آیت میں پہلے بیان کرچکا ہوں ایسے تقیہ باز کی نزع کی حالت قرآن میں اس طرح دی گئی ہے - فرشتے جب انکی روح کو قبض کرتے ہیں تو انہیں پوچھتے ہیں کہ تم نے کن حالات میں زندگی گزاری وہ کہیں گے ہم زمین میں کمزور تھے کنا مستضعفین فی الارض اس پر فرشتے کہیں گے

الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا (پ ۵ النساء ۹۷)

(ترجمہ)
اب اس پر حکم الٰہی بھی سن لو
فاولئک ماواھم جھنم وساءت مصیرا
(ترجمہ) وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔
ان آیات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اسلام میں وہابی تقیے کی اجازت رخصت کے درجے میں بھی نہیں ہے ہم آپ (شیعوں) کے اس عقیدے کو تسلیم نہیں کرسکتے کہ حضرت علی مرتضیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پورے تیس سال تقیہ میں ہی رہے اور اسی حالت میں آپ نے اس دنیا کو چھوڑا - پہلے ۲۴ سال اس لئے کہ خلفائے ثلاثہ نے آپ کو خلافت کا موقع نہ دیا اور آخرہ پانچ سال میں اسلئے کہ آپ کی خلافت پہلی تین خلافتوں پر قائم تھی اور آپ اپنے دور خلافت میں اپنی حدود میں بھی کوئی ایسا کام نہ کرسکتے تھے جو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی پالیسی کے خلاف ہو آپ کا احساس تھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اب تک لوگوں کے دلوں پر حکومت کررہے ہیں اور اسی سبب سے آپ حضرت حسن اور حضرت حسین کو باغ فدک تک نہ دے سکے حالانکہ یہ باغ اب آپ کی عملداری میں تھا وہ بدستور بیت المال کا ہی حصہ رہا اور حضرت حسنین اسکی قدرتی لیتے رہے سو آپ کی یہ تیس سالہ زندگی تقیہ میں گزری - یہ سورہ النساء کی آیت ۹۷ کے خلاف ہے - حضرت علی کا اپنا عقیدہ ہرگز تقیہ کا نہ تھا اور نہ انہوں نے تقیہ کیا آپ پوری زندگی تقیہ کرتے رہے یہ آپ پر شیعہ کا بہتان ہے

حسینی صاحب
آپ نے کہا کہ حضرت علی نے تقیہ نہیں کیا کیا آپ بتلاسکتے ہیں کہ حضرت علی کا تقیہ کے بارے میں کیا عقیدہ تھا

مفتی صاحب
یہ لیجئے آپ فرماتے ہیں
الایمان ان توثر الصدق حیث یضرک علی الکذب حیث ینفعک وان لایکون فی حدیثک فضل من عملک وان تتقی اللہ فی حدیث غیرک (نہج البلاغہ ج ۴ ص ۲۴۵)
(ترجمہ : ایمان یہ ہی ہے کہ تو سچ کو اس وقت تک جب وہ تجھے ضرور پہنچائے جھوٹ پر ترجیح دے جب وہ جھوٹ تجھے نفع دے رہا ہو اور چاہئے کہ قول وعمل میں تضاد نہ ہو اور تو دوسروں کی بات نقل کرنے میں اللہ سے ڈرتا رہے

حسینی صاحب

یہ مسئلہ تو صرف ترجیح کا ہے آپ نے اس میں سچ کو ترجیح دینے کا مشورہ دیا ضرورت کے موقع پر جھوٹ کو ناجائز نہیں کہا جب قرآن مجبوری کی حالت میں تقیہ کی اجازت دیتا ہے تو ہم اس سے انکار نہیں کرسکتے ہمارے سامنے جو حدیث آئے ہم دیکھیں گے کہ قرآن کی خلاف تو نہیں میں نے تین آیتیں قرآن سے تقیہ کیلئے پیش کی ہیں ان میں صاف طور پر تقیہ کا حکم موجود ہے

رہا آپ کا یہ اصرار کہ یہ اجازت بڑے لوگوں کیلئے نہیں؟ تو بتایا جائے کہ بڑے لوگ اس موقع پر کیا کریں ۔ چھوٹے لوگوں کیلئے تو آپ کے پاس قرآن کا حکم موجود ہو اور بڑے لوگوں کیلئے آپ اپنے پاس سے کہیں کہ انکے لئے یہ اجازت اور رخصت نہیں ہے

تقیہ کرنے کا حکم قرآن نے دیا ہے آپ اس حکم سے انبیاء اور مرسلین اور ائمہ معصومین کو نکالنا چاہتے ہیں تو لائیے کوئی نص جو کہے کہ بڑے لوگ تقیہ نہ کریں وہ بلاوجہ اپنی جانیں دیتے جائیں

مفتی صاحب

آپ نے حضرت علی کے ارشاد پر جو یہ کہا کہ یہ صرف سچ کو ترجیح دینے کی بات ہے آپ کی یہ بات صحیح نہیں یہ ایمان کا تقاضا ہے ۔ حسینی صاحب ۔ آپ اب تک کوئی ایسی آیت پیش نہیں کرسکے جس میں خدا نے ایسی تقیہ کا حکم دیا ہو قرآن میں تقیہ کا حکم کسی کیلئے نہیں ہے ۔ نہ کسی پیغمبر کیلئے اور نہ کسی عامی کیلئے ہاں عامی کیلئے اسکی اباحت بوقت شدت ضرور ہے مگر اسے حکم نہیں کہا جاسکتا کوئی اس پر عمل نہ کرے اور وہ عزیمت اختیار کرے اور اس میں اسکی جان بھی چلی جائے تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس نے قرآن کا حکم نہیں مانا بلکہ اس کا یہ عمل افضل ہوگا جیساکہ حضرت عمار کے والدین نے کرکے دکھایا تھا ۔ اور وہ اسلام کے پہلے دو شہید کے نام سے پکارے گئے ان پر ہرگز کوئی ملامت نہیں کہ انہوں نے تقیہ کیوں نہیں کیا ۔ تقیہ کرنا کوئی عزیمت نہیں نہ یہ دین کا کوئی ایسا اہم رکن ہے کہ اسکے بغیر ایمان ہی صحیح نہ ہو ۔ اسلام میں اگر رخصت پر عمل کرنا ضروری ہوتا تو انبیاء و مرسلین کی تاریخ صبر و عزم سے خالی ہوتی دیکھئے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا

فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل (پ ۲۶ الاحقاف ۳۵)

(ترجمہ) پس آپ صبر کیجئے جیسے صبر کرتے رہے ہمت والے رسول

اور حضور کی امت کو بھی تعلیم دی کہ جہاں تک ہوسکے عزیمت پر رہنا رخصت پر فوراً نہ آجانا کہ اسکی مجبوری کی حالت میں اباحت رہی

وان تصبروا وتتقوا فان ذلک من عزم الامور (پ ۴ آل عمران ۱۸۶)

(ترجمہ) اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو تو یہ ہمت کے کام ہیں

حسینی صاحب

آپ کا یہ مطالبہ کہ اہل عزیمت کیلئے تقیہ کا حکم دکھاؤ میں کہتا ہوں کہ خاص انبیاء و مرسلین کیلئے کہیں نماز کا حکم دکھاؤ سب لوگوں کو کہا گیا اقیموا الصلوۃ ان میں وہ بھی آگئے اسی طرح سب مسلمانوں کو تقیہ کا حکم دیاگیا اس میں بڑے بھی آگئے اور چھوٹے بھی - آپ کا یہ کہنا کہ خاص ان اہل عزیمت کیلئے تقیہ کا حکم دکھاؤ اصولاً درست نہیں پھر کیا اسلام کے ایک ایک حکم کیلئے یہ دو طرح کی آیتیں جمع کی جائیں گی

مفتی صاحب

نماز کا حکم تو قرآن میں ہے لیکن تقیہ کا تو سرے سے کوئی حکم نہیں مجبوری کی صورت میں صرف ایک استثناء ہے اور اباحت ہے اور ظاہر ہے کہ استثناء سے حکم ثابت نہیں ہوتا اسکا حاصل صرف یہ ہے کہ کوئی مسلمان مجبوری کی حالت میں کلمہ کفر کہدے تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوگا - یہ حکم کیسے بن گیا اگر قرآن میں کہیں تقیہ کا حکم دیاگیا ہے تو دکھائیے کہاں ہے ؟ رہا آپ کا یہ مطالبہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہم اسے پورا کرتے ہیں سنئے

یایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا (پ ۲۹ المزمل ۲)

(ترجمہ) اے کپڑے میں لپٹنے والے رات کو کھڑا رہ مگر رات کے کسی حصہ میں۔

ومن اللیل فتھجد بہ نافلۃ لک (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۷۹)

(ترجمہ) اور کچھ رات جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ بڑھوتری ہے تیرے لئے

وسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا ومن اناء اللیل (پ ۲۱ طٰہٰ ۱۳۰)

(ترجمہ) اور پڑھتا رہ خوبیاں اپنے رب کی سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور کچھ رات کی گھڑیوں میں

اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۷۸)

(ترجمہ) قائم رکھ نماز کو سورج ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک

اور پھر خبر کی صورت میں دیکھنا ہو تو اس آیت کو دیکھئے

ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل ونصفہ وثلثہ (پ ۲۹ المزمل ۲۰)

(ترجمہ) بے شک تیرا رب جانتا ہے تو کھڑا رہتا ہے نزدیک دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور تہائی رات کے

حسینی صاحب - کیا ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نماز کا حکم نہیں ہے - ہم نے تو آپ کا مطالبہ پورا کردیا اب ہمارا مطالبہ پورا کریں قرآن میں ایک ہی ایسی آیت بتائیں جس میں رسالت ماٰب کے حاملین کو تقیہ کرنے کا حکم دیاگیا ہو - حکم تو کسی عام کیلئے بھی نہیں - ہے تو دکھلائیں - یہ صرف استثناء اور اباحت ہے جسے آپ حکم کہہ رہے ہیں - کچھ تو خوف خدا کریں

حسینی صاحب

آپ یہ بتائیں کہ جب قرآن کہتا ہے صلوٰۃ تو حضور اس حکم میں شامل نہیں ہونگے اگر آپ اس حکم میں شامل ہیں تو تقیہ کے حکم میں کیوں شامل نہیں

مفتی صاحب

آپ ذرا لفظ صلوٰۃ کے مقامات تو گنا دیں - اقیموا الصلوٰۃ تو مختلف پاروں میں ستر سے زائد مقامات پر ملے گا - صلوٰۃ کہاں نہیں ملے گا - پھر ہم بتائیں گے کہ اس میں حضور شامل ہیں یا نہیں - جب خاص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نماز کا حکم قرآن میں موجود ہے فصل لربک تو اب عموم کے سہارے آپ کیلئے نماز کا حکم ثابت کرنا اسکی کیا ضرورت ہے اور اس میں کیا حکمت ہے

ایک عمل صالح کو عموم سے ثابت کرنا انبیاء و مرسلین کیلئے اور ایک کمزوری کی معافی کو عموم سے پیغمبروں پر لانا کیا ان دو صورتوں میں کھلا فرق نہیں معلوم ہوتا ہے آپ لوگوں کی سمجھ کو کچھ ہو گیا ہے کہ بڑے درجے کے لوگوں کیلئے تقیہ ثابت کرنے کے درپے اور ہے ہیں اور پھر انکے لئے وہ بات ثابت کر رہے ہیں جو مجبوری کی صورت میں صرف چھوٹے لوگوں کیلئے ایک رخصت تھی - خدارا ان بڑے آدمیوں کیلئے کہیں قرآن میں تقیہ کا حکم تو دکھائیں عموم کے سہارا کب تک لیتے رہیں گے

حسینی صاحب

آپ عربی کا کوئی واحد کا صیغہ لیں جس میں حکم صرف پیغمبر کو دیا گیا ہو جیسے اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس اور پھر اس میں دوسرے لوگ مراد نہ ہوں یہ ایک واحد کا صیغہ ہے مگر سب کو شامل ہے اسی طرح کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ سب کو تقیہ کرنے کو کہا جائے اور اس عام حکم میں انبیاء اور مرسلین اور ائمہ معصومین بھی شامل ہوں اور اس کو سب کیلئے تقیہ کا حکم کہا جائے

مفتی صاحب

شیعہ مناظر کی حالت پر رحم آرہا ہے کہ وہ کس بیچارگی میں عموم کے سہارا چل رہے ہیں اور تقیہ جیسا عمل جس پر انکے پورے مذہب کی بناء ہے اور آپ کے ہاں حضرت علی کی زندگی کے آخری تیس سال اسی میں گذرے اسے اس قسم کے کمزور دلائل اور کمزوروں اور بے چاروں کو دی گئی رخصت اور اجازت سے ثابت کیا جارہا ہے - حسینی صاحب - آپ اسے بار بار نماز کی طرح کا حکم کہہ رہے ہیں آپ کو چاہئے کہ صاف اقرار کریں کہ میرے پاس ان خواص کیلئے تقیہ ثابت کرنے کی خاص درجے کی کوئی شہادت نہیں ہے اس لئے میں انہیں عوام میں لا رہا ہوں اور دلیل عموم سے لا رہا ہوں - کمزور زندگی بسر کرنے کی جو خدا نے اجازت دی ہے ہمارے یہ ائمہ اعلام اسی کمزور زندگی میں جیتے رہے - (معاذاللہ)

اگر آپ اس بات کا اقرار کریں تو پھر میں ثابت کروں گا کہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان ان

لوگوں کیلئے سرے سے ہے ہی نہیں جو پیشوا درجے کے ہوں ۔ سو اس وضاحت کے بعد اب کسی نص کی ضرورت نہیں رہتی

حسیش صاحب

آپ نے میری پیش کردہ تینوں آیتوں میں کوئی نص پیش نہیں کیا لیکن آپ نے بتایا کہ عام لوگوں کیلئے تقیہ کی اجازت ہے اب آپ نے یہ کہدیا کہ یہ آیت سرے سے جماعتی قیادت کے لوگوں کو شامل نہیں ۔ یہ تخصیص کہاں ہے ؟

مفتی صاحب

ان آیات میں جو آپ نے پیش کی ہیں کلمہ کفر کہنے کی اجازت اس شرط سے مشروط ہے کہ اسکا اپنا دل ایمان پر قائم ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انکی ذمہ داری صرف اپنے دل کے مطمئن بالایمان ہونے کی ہے جبکہ پیغمبر کی ذمہ داری صرف اپنے دل کو مطمئن بالایمان رکھنے کی نہیں انکی امت کے دلوں کی دھڑکنیں انکی لب جنبش سے چلتی ہیں اگر وہ تقیہ کرکے دین کی کوئی غلط بات کہدے تو انکے ماننے والوں کے دل اپنی جگہ سے ہل جائیں گے ۔ سو انکے لئے تقیہ کی اجازت تب ہوتی اگر ان امتیوں کے دلوں کے بارے میں مطمئن بالایمان کی ضمانت دی گئی ہوتی ۔ قرآن یہاں قلب مطمئن بالایمان کہکر صرف ایک قلب واحد کا ذکر کرتا ہے قلوب کا نہیں ۔ یہ آیت صرف ایک فرد کے ایمان کو زیر غور لاتی ہے ہزاروں کے ایمان کو نہیں ۔ سو یہ سرے سے پیغمبروں اور ائمہ ماموریں کے متعلق نہیں جنکی ایک جنبش لب اور حرکت عمل سے ہزاروں کے ایمان کا تعلق ہوتا ہے ۔ اگر آپ کے پاس انبیاء اور ائمہ کے تقیہ کیلئے کوئی خاص آیت نہیں ہے تو آپ لکھ دیں کہ میں اس موضوع پر دلیل پیش کرنے سے عاجز رہا

حسیس صاحب

میں کیوں لکھوں ؟ یہ بات پہلے کوئی طے نہیں ہوئی تھی آپ کا یہ مطالبہ خلاف موضوع ہے ۔ میں نے اپنے موضوع پر دلائل دینے میں کوئی کمی نہیں کی میں نے اپنی تائید میں قرآن کی آیتیں پیش کی ہیں ۔

مفتی صاحب

آپ یہ لکھ دیں کہ میں ماموریں اعلیٰ درجے کے لوگوں کے تقیہ کیلئے کوئی خاص دلیل نہ دے سکا تقیہ کی اجازت عام لوگوں کیلئے ہے انبیاء اور مرسلین اور ائمہ معصومین کیلئے بھی تقیہ کا جواز اسی سے ملتا ہے آپ کی یہ تحریر آپ کے ہم عقیدہ دوسرے علماء کو بھیج دی جائے گی پھر وہ تلاش کریں گے کہ اہل عزیمت کیلئے تقیہ کے دلائل کہاں سے لائیں

حمیش صاحب

میں کیوں لکھوں آپ خود لکھدیں میں لکھوں گا تو یہ لکھوں گا کہ میں نے تقیہ کیلئے تین آیتیں پیش کی ہیں مولانا خالد کہہ رہے ہیں کہ مجبوری کی حالت میں کلمہ کفر کہنا رخصت ہے عزیمت نہیں میں کہہ رہا ہوں اجازت انبیاء اور ائمہ معصومین دونوں کیلئے ہے نبی اور امام بھی تقیہ کرسکتے ہیں

مفتی صاحب

انبیاء اور ائمہ آپ کے عقیدہ میں اہل رخصت ہیں یا اہل عزیمت - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ اولوالعزم رسولوں میں سے مانتے ہیں یا نہیں - اب آپ بتائیں کہ اہل عزیمت - عزیمت پر عمل کریں یا محض اجازت اور رخصت پر - اگر آپ جواب نہیں دے سکتے تو جناب آقاب حیدر کو کھڑا کریں شاید وہ اہل عزیمت کیلئے رخصت پر عمل کرنے کی کوئی آیت پیش کرسکیں آپ کو تو لوگوں نے سن لیا

حمیس صاحب

آپ نے قرآن پاک کے ایک حکم کو یوں ہی عام لوگوں کیلئے خاص کردیا اور نص آپ پیش نہیں کرتے اور ہمیں کہہ رہے ہیں کہ ہم مناظرہ ہار گئے کیا میں عالم نہیں ہوں اور کیا میں مناظرہ نہیں کررہا ہوں

اس عبارت میں لنا استغراق کیلئے ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی تقیہ سے باہر نہیں میں نے جو آیتیں تقیہ کے حق میں پیش کی ہیں وہ سب کیلئے ہیں انبیاء اور ائمہ معصومین سب اس میں شامل ہیں اور چھوٹے درجے کے مجبوروں اور کمزوروں کیلئے بھی قرآن میں تقیہ کا حکم ہے اسکے لئے کسی کی تخصیص نہیں

مفتی صاحب

آپ کو اپنی پیش کردہ تین آیتیں تو یاد ہیں میری پیش کردہ تین آیتوں کو بھی تو یاد رکھیں

۱ - الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ (پ ۲۲ الاحزاب ۳۹)

۲ - واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوالکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ (پ ۴ آل عمران ۱۸۷)

۳ - ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من بعد مابیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون (پ ۲ البقرہ ۱۵۹)

پہلی آیت بتاتی ہے کہ جو لوگ رسالت الٰہیہ کے حاملین ہیں وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے سو

انھیں تقیہ کی کوئی ضرورت نہیں - دوسری آیت بتاتی ہے کہ اہل میثاق کو ہر حال میں حق بات کہنے کا حکم ہے اور علم بھی موکد بنون ثقیلہ ہے وہ کتمان سے کام نہ لیں - تیسری آیت بتاتی ہے کہ جو لوگ الہی آیات کو چھپاتے ہیں ان پر اللہ اور مومنین لعنت کرتے ہیں انکی انھیں اجازت نہیں تقیہ وہ نہیں کرسکتے - اب ظاہر ہے کہ اہل عزیمت لوگ انبیاء کرام اور ائمہ عظام کبھی ملعون نہیں ہوسکتے سو وہ دین میں تقیہ کبھی نہ کریں گے - یہ تین کے بدلے تین لیجئے اور آپ کی تینوں آیات میں سے کسی میں بھی تقیہ کا حکم نہیں ہے صرف معذورین کیلئے ایک استثناء ہے اور وہ صرف رخصت کا ایک درجہ ہے اور تیسری آیت پہلی شریعت سے تعلق رکھتی ہے مومن آل فرعون نے پھر تقیہ بھی توڑ دیا تھا اور حق بات کہدی تھی

حسینی صاحب

الذین یبلغون میں تبلیغ رسالت کا حکم عام ہے انبیاء اور ائمہ بھی تبلیغ رسالت کرتے ہیں اور ہم اور آپ بھی - سو اس میں سب شامل ہیں یہ آیت بڑے لوگوں سے خاص نہیں سو اس آیت سے آیات تقیہ کی تخصیص نہیں کی جاسکتی

مفتی صاحب

آپ نے غلط کہا ہے کہ آیت الذین یبلغون میں حکم عام ہے جناب من عام ہونا یا خاص ہونا یہ حکم کی صفات میں سے ہے اور یہاں تو سرے سے کوئی حکم نہیں یہ جملہ خبریہ ہے امر اور نہی جملہ انشائیہ میں ہوتے ہیں جب یہاں انشاء ہی نہیں تو حکم کہاں سے آگیا
اب جب یہ آیت خبر ہے تو آپ بتائیں کہ کیا اس میں علماء سو کی بھی خبر دی گئی ہے ؟ ہرگز نہیں - یہ انہی لوگوں کی خبر ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں - انکے بارے میں کہا ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے سو ان مبلغین رسالات اللہ کیلئے جو خدا سے ڈرتے ہیں ہرگز کوئی تقیہ کی راہ نہیں نکلتی
اگر آپ کہیں کہ اس آیت میں علماء سو بھی داخل ہیں تو یہ قرآن کی تحریف ہوگی اور اگر یہ آیت علماء سو کی خبر نہیں دے رہی تو پھر یہ عام کیسے ہوگئی

حسینی صاحب

آپ بتائیں کہ جو علماء حق ہیں اور وہ پیغمبروں اور معصوموں میں سے نہیں انہیں مجبوری کے وقت تقیہ کرنے کا حق ہے یا نہیں اور وہ اس آیت میں آتے ہیں یا نہیں وہ نہ پیغمبر ہیں نہ معصوم - اگر انکے لئے تقیہ جائز ہو تو پھر یہ آیت عام رہی اس سے ان آیات تقیہ کی تخصیص نہ ہوسکے گی

مفتی صاحب

آپ کا یہ سوال کہ وہ علماء حق ڈر کے وقت تقیہ کریں گے یا نہیں ؟ ایک عجیب سوال ہے اور آپ کے پریشان ذہن کی خبر دے رہا ہے - جناب - جب اس آیت میں انکے نہ ڈرنے کی واضح خبر دے دی گئی ہے (ولا یخشون احدا الا اللہ) تو پھر یہ پوچھنا کہ وہ ڈر کے وقت اور مجبوری کی صورت میں تقیہ کریں گے یا نہیں ایک مجبور افتراء کے سوا اور کچھ نہیں ہے آپ اس سوال کو اس طرح پیش کرتے تو آپ کے علم کی آخری سیج فورا سامنے آجاتی

وہ نیک لوگ جو مجبوری کی حالت میں کسی ظالم کے ڈر سے تقیہ کرتے ہیں انکے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے کہ وہ ایک اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اگر یہ قصہ صادق ہو تو اسکا مطلب اسکے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ کہنے والا معاذ اللہ خدا کو ہی ظالم کہہ رہا ہے کیونکہ نیک لوگ تو صرف خدا سے ہی ڈرتے ہیں اور کسی سے نہیں

پھر علماء حق اصلا بھی آیت میں شامل نہیں تھا انکو بعض لایا جاسکتا ہے اصلا یہ آیت انبیاء اور مرسلین کیلئے ہی ہے جو الٰہی رسالتوں کے براہ راست حاملین ہیں علماء حق رسالہ الہیہ کے حاملین نہیں وہ رسالت نبوت کے علمبردار ہیں حدیث میں العلماء ورثۃ الانبیاء موجود ہے جس کا معنی یہ کہ وہ نبیوں کے وارث اور نمائندے ہیں خدا کے براہ راست نمائندے صرف انبیاء اور مرسلین ہیں - اور آپ کے عقیدے میں ائمہ معصومین بھی - یہ حضرات ہیں جو الذین یبلغون رسالات اللہ کے اصلا امین ہیں علماء حق ہرگز رسل اللہ نہیں - وہ رسل رسول اللہ ہیں - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ کو یمن بھیجا اور ان سے پوچھا کہ آپ وہاں مقدمات کے فیصلے کس طرح کریں گے تو آپ نے وہ جواب دیا جسے حضور نے پسند فرمایا اور آپ نے فرمایا

الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ (رواہ الترمذی ج ۱ ص ۱۵۹)

(ترجمہ) سب تعریف اس ذات کیلئے جس نے اپنے رسول کے رسول کو اس چیز کی توفیق دی جس سے اللہ اور اسکے رسول راضی ہوں

اس سے پتہ چلا کہ رسالہ الہیہ کے حاملین صرف انبیاء اور ائمہ معصومین ہیں اور ان کی یہ شان ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے علماء حق تکا انکے ساتھ ہو سکتے ہیں اصلا یہ آیت انکو شامل نہیں نہ یہ عام ہی - اس نے بتایا کہ اللہ کے سوا کسی کا ڈر اور تقیہ ان اہل عزیمت کیلئے نہیں - عامی لوگوں کے اہل باطل سے ڈرنے کی جو گنجائش ہے وہ بھی ایک رخصت کے درجہ میں ہے یہ کوئی قرآن کا حکم نہیں ہے -

حسینی صاحب

میں نے قرآن سے ثابت کیا ہے کہ اسلام بصورت اجبار تقیہ کرنے کا حکم دیتا ہے اور اس میں بڑے حضرات کیلئے کوئی تخصیص نہیں ہے تقیہ کا حکم سب کیلئے برابر ہے

(شیعہ مناظر پھر ان تمام آیتوں کو پڑھتے ہیں اور ان سے تقیہ کا استدلال کرتے ہیں اور وہی بات کہتے ہیں جو وہ پہلے کئی دفعہ کہہ چکے ہیں)

چوہدری

مجھے پتہ نہیں چل رہا کہ بار بار ایک ہی بات کیوں کی جارہی ہے بات کھل کر سب کے سامنے آچکی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب آگے جانے کا کوئی فائدہ نہیں جب تک ہم کسی ایک بات پر متفق نہ ہوں آگے جانا بے سود ہے

حسینی صاحب

کیا میں کوئی تجویز دے سکتا ہوں - اب اس موضوع کو چھوڑیں اور کوئی دوسرا موضوع شروع کریں

مفتی صاحب

مگر تب جب آپ پہلے لکھ دیں کہ اب آپ آگے نہیں چل سکتے

حسینی صاحب

اہل سنت کی تفسیروں میں یہی لکھا ہے جو میں کہہ رہا ہوں کہ بڑے طبقے کے لوگ بھی بحالت مجبوری تقیہ کرسکتے ہیں

مفتی صاحب

آپ کوئی تفسیر پیش کریں جس میں یہ بات لکھی ہو کہ تقیہ صرف رخصت نہیں اہل عزیمت لوگ بھی تقیہ کرسکتے ہیں قرآن تو کسی کو مستضعفین کی زندگی گذارنے کی اجازت نہیں دیتا اسلام میں ادعائی تقیہ کا کوئی تصور کسی عامی کے لئے بھی نہیں ہے

حسینی صاحب

یہ حقیقت ہے کہ ہمارے کچھ امام خطرناک حالات میں تقیہ کرتے رہے بعض امام زہر دے کر مارے گئے اور بعض قتل ہوئے بنو امیہ کے دور میں کتنے شیعہ بے گناہ مارے گئے بنو عباس کے دور میں بھی ہمارے ساتھ ظلم ہوتا رہا اور ہمارے ائمہ ان حالات میں صرف تقیہ سے زندہ رہے اور ظالم حکمران انہیں حق کی بات نہ کہنے دیتے تھے ابن جریر طبری اور مروج الذہب المسعودی سے انکی شہادتیں لی جاسکتی ہیں

مفتی صاحب

اور آپ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا عقیدہ ہے کیا آپ بھی دین حق نہ بتا سکے آپ حق بیان کرتے رہے اور کوئی انہیں روکنے والا نہ تھا یا آپ بھی تقیہ میں زندگی بسر کرتے رہے

؟ اگر تقیہ کرتے رہے تو آپ بتائیں کہ کس سے تقیہ کرتے رہے ؟ تقیہ کا موضوع دوسرے تمام پہلوؤں سے زیر بحث آچکا ہے اب اس پہلو پر آپ کا عقیدہ واضح ہو جائے

حسینی صاحب
آپ کا سوال کیا ہے ؟

چوہدری
اب سے پوچھا جا رہا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے حال میں رہے کہ حق کی بات نہ کہہ سکتے تھے آپ بھی تقیہ کرتے تھے اور اپنے اصل دین کو پیش نہ کر سکے تھے .

حسینی صاحب
نہیں ایسا نہیں ہوا آپ ہمیشہ حق بیان کرتے رہے

مفتی صاحب
لیکن آپ بتائیں کہ کبھی آپ نے بھی تقیہ کیا تھا اور آپ کسی پہلو سے اپنے مشن میں ناکام رہے

حسینی صاحب
اس میں دو سوال لپٹے ہوئے ہیں ایک یہ کہ کیا آپ تقیہ پر یقین رکھتے تھے اور اسے جائز سمجھتے تھے یا نہیں ؟ اسکا جواب اس میں ہے دوسرا سوال کہ کیا آپ نے بھی کبھی تقیہ کیا ؟ یہ سوال تاریخی ہے اسکے لئے ہمیں تاریخ کی طرف رجوع کرنا ہوگا مجھے یاد نہیں کہ حضور نے کبھی اپنی زندگی میں تقیہ کیا ہو تاہم آپ تقیہ کرنے کے مجاز تھے آپ نے خود کیا یا نہیں اسکی ہمیں کتب تاریخ میں تلاش کرنی ہوگی

مفتی صاحب
پھر آپ کے ذمہ رہے گا کہ آپ ہمیں اطلاع فرمائیں - فرمایئے کب تک اطلاع دیں گے میں آپ کو ابھی اطلاع کرتا ہوں کہ آپ کی کتاب تہذیب الاحکام میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ کیا تھا اس سے آپ کا عقیدہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے عقیدے میں (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے اور آپ کو بھی کسی سے ڈر تھا جبھی تو تقیہ کرتے رہے

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عدل و انصاف کے نفاذ میں کہاں تک کامیاب رہے اس پر علامہ خمینی اپنا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں یہ میرے ہاتھ میں انکا پمفلٹ ہے - اتحاد و یک جہتی - اور اسے سفارت خانہ ایران پاکستان نے شائع کیا ہے علامہ خمینی لکھتا ہے

جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کیلئے آئے ---- لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ ختم

المرسلین جو انسانوں کی اصلاح کیلئے آئے تھے انصاف کا قیام کرنے کیلئے آئے تھے ـــــ وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہ ہوئے (ص ۱۵)

میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے اپنے ان بے بسی کے حالات میں تقیہ کیا؟ اگر کیا تو اسکا مطلب اسکے سوا کیا سمجھا جاسکتا ہے کہ آپ امت کے سامنے اسلام کو کسی طرح پیش کرتے رہے اور اپنے گھر کے اندر کسی اور پیرائے میں اسلام لائے تھے سو جب اصل دین آپ نے امت کے سامنے پیش کیا نہیں تو پھر اس پر کامیابی اور ناکامی کا نقطہ کیسے لگ سکتا ہے؟ یہ صورت حال نہ ہوتی تو علامہ خمینی بھی جرات نہ کرتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناکام بتلائے

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ رنگی تصویر کہ صحابہ کے سامنے وضوء میں پاؤں دھوتے اور گھر میں پاؤں پر مسح کرتے ہمارے لئے ہرگز قابل تسلیم نہیں انبیاء اور ائمہ جو خدا کے مقرر کردہ ہوں وہ کبھی تقیہ کے مرتکب نہیں ہوسکتے - قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو اس طرح کامیاب بتلایا ہے

اذا جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخلون في دين الله افواجا فسبح بحمد ربك واستغفره انه كان توابا (پ ۳۰ النصر)

(ترجمہ) جب اللہ کی مدد آگئے اور مکہ فتح ہو اور آپ لوگوں کو فوج در فوج اسلام میں آتے دیکھیں تو اپنے پروردگار کی حمد وتسبیح میں لگ جائیں اور اس سے مغفرت چاہیں وہ بے شک توبہ قبول کرنے والا ہے

کیا اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو کامیاب نہیں بتلایا جارہا ہے؟

حسینی صاحب

تہذیب الاحکام جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے کہ اس میں یہ بات ہے کہ حضور بھی تقیہ کرتے رہے یہ ہماری کتب نہیں ہے ہماری چار معتبر کتابیں ہیں اور ان میں بھی تو ہزار حدیثیں ضعیف ہیں

مفتی صاحب

تہذیب الاحکام آپ کی اپنی چار کتابوں میں سے ہے جنہیں آپ اصول اربعہ کہتے ہیں

حسینی صاحب

نہیں - یہ ان چار میں سے نہیں آپ کو معلوم ہی نہیں ہے

مفتی صاحب

آپ یہ بات لکھ دیں کہ تہذیب الاحکام آپ کی کتب اربعہ میں سے نہیں ہے میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ انہی چار میں سے ہے

حسینی صاحب

لیجئے میں لکھ دیتا ہوں (اتنے میں لکے حسینی مناظرہ امام حیدر انہیں بتلادیتے ہیں کہ یہ واقعی ان چار میں سے ہے اور وہ لکھتے سے رک جاتے ہیں) اب لکھنے کی ضرورت نہیں

مفتی صاحب

خدا کا شکر ہے کہ آپ مان گئے کہ یہ واقعی آپ کی معتبر کتاب ہے

حسینی صاحب

تو آپ نے جو اسکا حوالہ دیا ہے کہ حضور صحابہ کی سامنے تقیہ کرتے تھے یہ بات اس میں کہاں لکھی ہے دکھایئے تو سہی

مفتی صاحب

یہ بات وضوء کی بحث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوء کیا اور تقیہ کرتے ہوئے پاؤں دھوئے

(اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا عام عمل وضوء میں پاؤں کا دھونا ہی تھا اور صحابہ بھی پاؤں دھوتے تھے وضوء میں پاؤں پر مسح کرنا یہ صرف حضور نے اہل بیت کو بتا رکھا تھا — مرتب)

حسینی صاحب

میں بہادری سے اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہوں جو میں نے تہذیب الاحکام کا انکار کیا یہ بے شک ہماری معتبر کتاب ہے لیکن ہماری معتبر کتابوں میں بھی ضعیف حدیثیں بہت ہیں اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ روایت بھی ان ضعاف میں سے ہے

مفتی صاحب

پھر اس روایت کے ضعیف ثابت کرنے کا قرض آپ کے ذمہ رہے گا آپ کے کس محدث نے اسے ضعیف لکھا ہے؟ یہ آپ بتائیں گے

حسینی صاحب

بے شک یہ میرے ذمہ ہے ہاں آپ نے جو امام انقلاب روح اللہ خمینی کا حوالہ دیا ہے اس کا تقیہ کی بحث سے کوئی تعلق نہیں ہے - رہی پیغمبروں کی کامیابی سو ہم کھلے طور پر اعلان کرتے ہیں کہ کئی پیغمبر واقعی کامیاب نہ ہوئے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کس حال میں دنیا سے گئے کیا آپ کامیاب ہو کر گئے؟

مفتی صاحب

نعوذ باللہ - نعوذ باللہ

حسینی صاحب

ذرا ٹھہریں - ٹھہریں (پھر کچھ دیر ٹھہر کر کہا) حضرت عیسٰی اس لحاظ سے تو کامیاب ہیں کہ انہوں نے خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچایا گر وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوئے ایسا ہوتا تو اکی ساری قوم کیوں نہ انہیں مان گئی ہوتی

مفتی صاحب

جناب صدر مجلس لگتے ہیں وہ منٹ کتنے لمبے ہونگے

حسینی صاحب - جناب انتظار کریں یہاں حضور علیہ السلام کی کامیابی کے بارے میں سوال کے دو پہلو ہیں (۱) آپ نے خدا کا پیغام پورا پہنچایا (۲) آپ عملاً پوری دنیا میں عدل وانصاف نافذ کر سکے

مفتی صاحب

جن باتوں میں آپ عوام میں تقیہ کرتے رہے ان میں آپ نے خدا کا پیغام انہیں کیسے پہنچایا - آپ کا تو یہ عقیدہ ہے کہ صحیح پیغام آپ نے صرف اہل بیت کو پہنچایا تو یہ دین سب کو پہنچا کیسے ہوا؟

حسینی صاحب

حضور نے ہمیں قرآن پہنچایا اور قرآن اپنی جگہ مکمل ہے اگر آپ کا مشن ساری دنیا کو مسلمان بنانا تھا تو ظاہر ہے کہ آپ نہ بنا سکے

مفتی صاحب

علامہ کلینی کے عقیدہ میں آپ کا مشن کیا تھا اگر صرف پہنچانا تھا تو انہوں نے پھر حضور کو ناکام کیوں کہا معلوم ہوا کہ انکے نزدیک آپ کا مشن یہ تھا کہ ساری دنیا میں عدل وانصاف قائم ہوگیا ہوتا

حسینی صاحب

آپ کے مشن کے دو حصے تھے یہ جو دوسرا تھا اس میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آپ اس میں کامیاب ہوئے کیا آپ کے زمانے میں ساری دنیا میں اسلام پھیل گیا تھا - امام کلینی نے ٹھیک کہا ہے کہ امام العصر پوری دنیا میں اسلام نافذ کرے گا آنحضرت واقعی ایسا نہ کرپائے

مفتی صاحب

صدر محترم - حسینی صاحب نے نہایت نامناسب لفظوں میں حضرت عیسی علیہ السلام کی ناکامی کا دعوی کیا ہے آپ اللہ کے ایک برگزیدہ پیغمبر ہیں آپ کا اس طرح ذکر نہ کرنا چاہیے تھا آپ چونکہ زندگی

کے پہلے حصے میں کامیاب نہ ہو سکے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ آسمانوں پر اٹھالیا موت نہ دی تاکہ کوئی نہ کہہ سکے کہ ایک جلیل القدر پیغمبر دنیا سے ناکام گئے ہیں آپ قیامت کی ایک نشانی ہیں آپ یہاں دوبارہ تشریف لائیں گے پوری کامیابی سے ہمکنار ہونگے ساری مخالف طاقتیں انکے سامنے زیر ہوجائیں اور پھر آپ کی وفات ہوگی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا سے تب گئے جب مکہ پر آپ کا قبضہ ہوگیا مکہ مشرکوں کا ہیڈ کوارٹر تھا کفر کی طاقتیں سرنگوں ہوئیں اور آپ اپنے مشن میں کامیاب رہے اور یہ بات قرآن میں پہلے سے بتادی گئی کہ آپ کامیاب ہوئے مکہ میں حق کا پرچم لہرایا اور باطل شکست فاش سے دوچار ہوا

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (پ ۱۵ بنی اسرائیل)

(ترجمہ) حق آیا اور باطل نے پاؤں بھونٹے اور باطل ہے ہی مٹ جانے کیلئے

اور قرآن کی یہ سورت ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ سن چکے ہیں

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا

قرآن نے تو یہاں تک بتادیا کہ آپ آپ کا قدم کامیابی ہی کی طرف بڑھتا رہے گا آپ کا مشن ناکام نہ ہوگا اب ہر بعد کی آنے والی گھڑی آپ کیلئے پہلے سے بہتر ہوتی جائے گی

وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ (پ ۳۰ الضحیٰ)

(ترجمہ) اور ہر بعد کی گھڑی آپ کیلئے پہلی سے بہتر ہوگی اور تب کو آپ کا رب وہ کچھ دے گا کہ آپ راضی ہوجائیں گے

ہم قیمتی کی اس عقیدہ سے قطعاً متفق نہیں کہ حضرت خاتم النبیین کی تشریف آوری کا مقصد پوری دنیا میں عدل وانصاف کا اپنی زندگی میں نفاذ تھا آپ کا مقصد رسالت اللہ کی بات لوگوں کو پہنچانا تھا ان پر مسلط ہونا نہیں - ہاں اس دین حق کو دوسرے سب مذاہب پر علماً اور اخلاقاً غالب کرنا تھا اور تاریخ گواہ ہے کہ آپ ان تمام مقاصد میں کامیاب ہو کر گئے

قرآن کریم میں آپ کے مقاصد بعثت مذکور ہیں تلاوت قرآن - تعلیم کتاب وحکمت - اور تزکیہ - اب آپ ہی بتائیے کہ کیا آپ اپنے ان بعثت کے مقاصد میں ناکام گئے ہیں - کیا آپ نے قرآن نہیں سنایا - کیا آپ نے کتاب وسنت کی تعلیم سے لوگوں کی زندگی نہیں بدلی - کیا آپ نے لوگوں کی قلبی تطہیر نہیں کی - علامہ قیمتی کا یہ کہنا کہ آپ کا مشن ناکام ہوا ہے قرآن کی روشنی میں سوفیصد غلط ہے قرآن نے آپ کا جو مشن بتایا جب تک آپ اس میں کامیاب نہ ہوئے اللہ نے آپ کو اپنے پاس نہیں بلایا - بلایا اسی وقت جب آپ اپنے اس مشن میں کامیاب ہوگئے اور اس دین حق کا غلبہ سب نے دیکھ لیا - قرآن کی ان آیات پر بھی ایک نظر کریں شاید آپ کچھ سمجھ پائیں

یاایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ (پ ۶ المائدہ ۶۷)

(ترجمہ) اے رسول آپ پہنچا دیجئے جو آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے اتارا گیا اگر آپ نے اسے نہ پہنچایا تو آپ نے اللہ کی رسالت کی ذمہ داری ادا نہ کی

لست علیھم بمصیطر الا من تولی وکفر فیعذبہ اللہ العذاب الاکبر (پ ۳۰ الغاشیہ)

(ترجمہ) آپ ان پر داروغہ مقرر نہیں کئے گئے کہ وہ ضرور ایمان لائیں مگر یہ کہ جو کوئی روگردانی کرے اور کفر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بڑے عذاب میں مبتلا کرے گا

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (۱۰ التوبہ ۳۳ پ ۲۶ الفتح ۲۸)

(ترجمہ) اسی نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اسکو غلبہ دے ہر دین پر

دوسرے مذاہب کے بارے میں آپ کے اعلانات بھی سن لیں

۱- یہودیوں کے بارے میں ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ (پ ۴ آل عمران ۴)

۲- عیسائیوں کے بارے میں ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین (آخر رکوع تک) (پ ۳ آل عمران ۳)

۳- ایران کے بارے میں - ھلک کسری ثم لایکون کسری بعدہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۶)

۴- رومیوں کے بارے میں - وقیصر لیھلکن ثم لایکون قیصر بعدہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۶)

۵- ہندوستان کے بارے میں - عصابۃ من امتی تغزو الھند - (سنن نسائی ج ۲ ص ۶۳)

پھر آپ کو یہ یقین دلایا گیا تھا کہ ساری دنیا آپ کی قدموں تلے آئے گی

ان اللہ زوی لی الارض فرایت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا مازوی لی منھا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)

کیا اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناکامی اور بے بسی میں دنیا سے رخصت ہوئے تھے اور آپ اپنے مشن میں معاذ اللہ ناکام گئے تھے آپ پوری دنیا میں اپنا کلمہ پہنچنے اور اسلام پھیلنے کی بشارت دے کر گئے اور خود سفر آخرت پر روانہ ہوتے کیلئے اپنی رضامندی اگر آپ کا مشن ابھی رہتا تھا تو آپ سفر آخرت کیلئے تیار کیوں ہوئے؟

حسینی صاحب

کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے دنیا کی تمام غیر مسلموں کو مسلمان کرلیا تھا؟ یہ ایک

میرا متعین سوال ہے جواب ہاں یا نہ میں دیں آپ امام خمینی کی عبارت پھر سے پڑھیں کئی لوگ اسے پورا نہیں سن سکے

(خمینی کی عبارت پھر سے پڑھی جاتی ہے - صدر مجلس نے اسے بلند آواز سے پڑھا پھر اسکا انگریزی میں ترجمہ بھی کیا اور پھر حسینی صاحب سے پوچھا کہ کیا یہ ٹھیک ہے - وہ عبارت یہ ہے)

جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کیلئے آئے انکا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے یہاں تک کہ ختم المرسلین جو انسان کی اصلاح کیلئے آئے تھے اور انصاف کا نفاذ کرنے کیلئے آئے تھے انسان کی تربیت کیلئے گئے تھے لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہ ہوئے (اتحاد و یک جہتی ص ۱۵)

صدر مجلس

کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ حضور اس میں کامیاب نہیں ہوئے؟

حسینی صاحب

میرے سوال کا جواب ابھی تک نہیں دیا گیا

مفتی صاحب

آپ یہ تو بتائیں کہ خمینی نے صحیح کہا ہے یا غلط؟

حسینی صاحب

میں اس طرف آ رہا تھا لیکن میرا سوال یہ ہے کہ اگر حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری کا مقصد تمام دنیا کے لوگوں کو مسلمان کرنا تھا تو کیا آپ ایسا کرپائے؟ مجھے جواب ہاں یا نہ میں دیں آپ آخری پیغمبر تھے آپ کی حیثیت حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح کی سی نہ تھی کہ ان سے کام رہ جائے تو اسے اگلا پیغمبر پورا کردے۔ حضرت نوح بھی اپنی قوم میں کامیاب نہ ہوئے تھے حضرت عیسیٰ بھی اپنی پوری قوم کو مسلمان نہ کرسکے - آنحضرت خاتم النبیین کا مشن بھی اگر یہ تھا کہ اسلام تمام دنیا میں پھیلے تو کیا ایسا ہوا؟ مجھے اسکا ہاں یا نہ میں جواب دیں - کیا آپ اپنی زندگی میں کامیاب ہوئے

مفتی صاحب

جناب صدر - آپ دیکھ رہے ہیں کہ حسینی صاحب وقت کی پابندی نہیں کر رہے ہیں

حسینی صاحب

انتظار کریں امام خمینی کی عبارت پر میں آپ کے جواب کے بعد آؤنگا آپ اپنی باری میں زیادہ وقت لے لیں

صدر مجلس

(مفتی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے) اچھا انہیں چلنے دیں آپ بھی وقت لے لیں

حسینی صاحب

تاریخ اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ آنحضرت اپنی زندگی میں اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے تھے اس کے لئے خدا نے صاحب العصر والزمان (بارھویں امام المہدی) کو محفوظ رکھا ہے وہ آکر دنیا کو انصاف سے بھر دیں گے

مفتی صاحب

مجھے آپ کی اس بات پر حد درجہ افسوس ہے تاہم میں اس پر خوش ہوں کہ حضرت خاتم النبیین کی کامیابی کے بارے میں شیعہ عقیدہ کھل کر سب کے سامنے آچکا ہے یہ ٹھیک ہے یا غلط یہ دوسری بات ہے لیکن اس میں شیعوں کا عقیدہ کیا ہے اسے سب حاضرین جان گئے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وقت میں اپنے مشن میں ناکام مانتے ہیں کیا بات خمینی نے لکھی ہے (استغفراللہ) اور یہ لوگ اسکا سہرا حضرت امام مہدی کے سر باندھتے ہیں

لشکر کی فتح بادشاہ کی فتح شمار ہوتی ہے بادشاہ خود نہیں لڑتا اسکی فوج لڑتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مکہ میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اسے خاتم النبیین کی فتح قرار دیا انا فتحنا لک فتحا مبینا

اسی طرح حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت سعد بن وقاصؓ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن عاصؓ کے ہاتھوں جو ممالک فتح ہوئے وہ سب حضرت خاتم النبیین کی کامیابی شمار ہوں گے یہ روم اور ایران مصر اور شام اور بلاد افریقہ میں جو صحابہ نے اسلام کے جھنڈے گاڑے یہ سب فتوحات حضور کی شمار ہوں گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن میں ناکام نہ کہا جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام فتوحات کی خبر دے چکے تھے اور صحابہ اسی یقین کے ساتھ بحر و بر میں پھیلتے جا رہے تھے۔ قیامت کے قریب حضرت مہدی کے ہاتھوں جو عدل و انصاف پھیلے گا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فتح ہوگی اور حضرت مہدی حضرت خاتم النبیین کے خادم بن کر یہ ساری مہمات سر انجام دیں گے۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اس میں ناکام ہوئے (معاذ اللہ) اور امام مہدی کامیاب۔ آپ کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل ہو کر تو نہیں آئیں گے

حسینی صاحب

پھر تو آپ تسلیم کیجئے کہ حضرت صاحب العصر والزمان ہی دنیا کو عدل و انصاف سے بھریں گے جیسا کہ یہ اس وقت ظلم و جور سے بھرپور ہے

مفتی صاحب

صاحب العصر والزمان یہ کام نہ کر سکیں گے جب تک کہ مولانا غلام رسول نہ آئیں گے آپ دجال کو قتل کریں گے۔ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کا خاتمہ کریں گے۔ پوری دنیا کے عیسائیوں کو کلمہ اسلام پڑھائیں گے آپ اپنے آپ کو مستقل بالذات کی حیثیت سے پیش نہ کریں گے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے خادم اور تابع بن کر یہ خدمات سرانجام دیں گے ۔ اور یہ انکی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کی انتہا ہے کہ ان تمام کامیابیوں کا سہرا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت امام مہدی کے سر پر رکھیں گے تو یہ کامیابی حقیقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی ہی کامیابی ہے سو کسیطرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن میں ناکام نہیں کہا جاسکتا یہ مولانا غلام رسول کی آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی فتح مبین ہے ہم اس میں عیسیٰ کے عقیدہ پر نہیں ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناکام ہوئے ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ اپنے مشن میں پورے کامیاب ہو کر گئے

حسینی صاحب

اچھا تو یہ تسلیم کیجئے کہ آپ اپنے زمانے میں تو پوری دنیا میں عدل وانصاف نہ پھیلا سکے اسکا جواب آپ کو ہاں یا نہ میں دینا ہوگا کہ کیا آپ اپنے وقت میں پوری دنیا میں اسلام پھیلا سکے ؟

مفتی صاحب

آپ اپنا سوال ایک فقرہ میں پورا کریں میں ایک فقرہ میں اسکا جواب دوں گا بات لمبی نہ کریں دیکھئے شیعہ مناظر کتنی کوشش کر رہا ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مشن میں ناکام ثابت کیا جائے اور عمیل کے بیان کو سچا ثابت کیا جائے ۔

حسینی صاحب

میں امام عمیل کے بیان کو سچ مانتا ہوں آپ ایک جملے میں جواب دیجئے کہ کیا حضور اپنے مشن میں اپنے وقت میں کامیاب ہوئے

مفتی صاحب

اپنا سوال ایک جملے میں واضح کریں

حسینی صاحب

کیا حضور اپنے وقت میں دنیا کے لوگوں کو مسلمان بنانے میں کامیاب ہوئے ؟ آپ کے آنے کا اگر یہی مقصد تھا تو کیا وہ اس وقت پورا ہوا

مفتی صاحب

۔ صدر محترم کیا یہ ایک جملہ ہے یا وہ جو حسینی صاحب نے ابھی کہا ہے

حسینی صاحب

آپ میرے سوال کا جواب دینا نہیں چاہتے

مفتی صاحب

لیجئے آپ کا جواب حاضر ہے ۔ بتلایئے ہم میں کیا کوئی اس بات کا مدعی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مشن تھا کہ اپنے وقت کے تمام لوگوں کو مسلمان بنائیں اگر آپ کا یہ مشن ہوتا تو اللہ تعالیٰ

آپ کو یہ کیوں بتلاتا

وسواء علیهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لایومنون (پ ۲۲ سورہ یٰس ۱۰)

(ترجمہ) اور برابر ہے ان کو تو ڈرائے انکو یا نہ ڈرائے وہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے

یہ ایک طبقے کے ایمان نہ لانے کا آپ کو پتہ دے دیا گیا ہے تو یہ آپ کا مشن کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ اپنی زندگی میں ہر کسی کو مسلمان کریں سو آپ کا مشن ہرگز یہ نہ تھا کہ دنیا کے ہر حصے میں آپ کا اپنے وقت میں غلبہ ہو جائے - قیمی نے آپ کا مشن یہ اسلئے بتایا کہ آگے وہ آپ پر مشن کی ناکامی کا الزام لگایا جائے اور امام مہدی کو آپ پر فوقیت دے

قیمی نے اپنی عبارت میں یہ قید کیوں لگائی کہ آپ اپنے وقت میں کامیاب نہیں ہوئے کیا قیامت تک کا دور آپ کا دور نہیں جب آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت نہیں تو قیامت تک آپ کا ہی دور ہے اسی لئے اس دور کو دور محمدی کہتے ہیں یہ کوئی الگ دور نہیں ہے - اور اس دور میں مسلمانوں کی جتنی کامیابیاں ہیں وہ سب کی سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی کامیابیاں ہیں - ایک جملے میں اگر آپ جواب سننا چاہتے ہیں تو سن لیجئے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دور میں پورے طور پر کامیاب ہیں

ایک اور جملہ بھی سنتے جائیے

حضور صلی اللہ علیہ کے اس دور میں اسلام کو پوری دنیا پر غلبہ حاصل ہو کر رہے گا

میرے ان دونوں جملوں میں سے جس کو چاہیں تحسین کریں میں نے ایک جملے میں جواب آپ کے سامنے رکھ دیا ہے

حسینی صاحب

سو آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور کی آمد کا مقصد دنیا کو بدلنا نہ تھا نہ دنیا کے ایک ایک شخص کو مسلمان بنانا تھا لیکن اگر یہ ہو تو پھر آپ واقعی اپنے وقت میں اس میں کامیاب نہ ہو سکے اور یہ بات میں بھی کہہ سکتا ہوں میرا سوال یہ ہے کہ حضور نے ساری دنیا کو مسلمان بنایا تھا اگر نہیں تو پھر امام قیمی نے بھی یہی کہا ہے

مفتی صاحب

میں نے پہلے اس بات کا جواب دے چکا ہوں کہ اس امت کی تمام کامیابیاں اور ممالک اصل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابی ہے اس کیلئے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث صحیح مسلم سے پیش کر چکا ہوں **ان اللہ زوی لی الارض** (الحدیث)

سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ نے اس میں اپنی کامیابی کو بیان کیا ہے یعنی یہ میری کامیابی ہے اس حدیث میں لفظ لی (ایسا میرے لئے کیا گیا) پر غور فرمائیں اگر یہ آپ کی کامیابی نہ ہوتی تو آپ اسے لی سے کیوں ذکر فرماتے اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین

کے مشارق و مغارب کیوں دکھائے اسی لئے آپ کی امت کی وہاں تک سلطنت ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو حکمراں آئے انہوں نے اپنے نام سے یہ کام نہیں کئے آپ کے جانشین ہونے کے طور پر کیا تو یہ کامیابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابی کہلائی

شیعہ خلفائے ثلٰثہ کی خلافت کو اس لئے صحیح نہیں مانتے کہ انکے ادوار کی فتوحات اور کامیابیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فتوحات نہ کہی جاسکیں اور آپ پر پوری دنیا میں مشن نہ پھیلانے کا الزام صحیح طور پر لگایا جاسکے

آپ کے بعد آپ کی خلافت اسی لئے تھی کہ آپ کی تحریک کوری کا مقصد **لیظهره علی الدین کله** آپ کے خلفاء کے ہاتھوں پورا ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے پوری زمین سجدہ گاہ بنائی گئی تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افریقہ اور امریکہ کی زمینوں پر سجدے کئے تھے؟ ہاں آپ کی امت ان ملکوں میں بھی گئی اور انکے زمینوں پر سجدہ ریز ہوئی اور آپ نے امت کے ان سجدوں کو اپنے سجدے فرمایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی امت کی یہ کامیابیاں آپ کی ہی کامیابی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جعلت لی الارض مسجدا وطهورا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸)

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر حبش کو اللہ کی رسالت پہنچائی - افریقہ کے سیاہ فام لوگوں کو کلمہ اسلام پڑھایا تو کیا آپ انکی طرف مبعوث نہ تھے - یقیناً تھے آپ نے فرمایا (صلی اللہ علیہ وسلم)

بعثت الی کل احمر واسود (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۹۹) **بعثت الی الناس عامة** (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸) **ارسلت الی الخلق کافة** (رواہ مسلم) **اعطیت مفاتیح خزائن الارض** (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵۰)

سو یہ کام آپ کی امت کے ہاتھوں پورا ہوا تو کیا آپ نے ان احادیث میں اسے اپنا کام نہیں بتلایا اور کیا امت کی یہ کامیابی آپ کی کامیابی نہیں **ارسلت الی الناس** میں لفظ الناس ہے کیا ہم الناس میں داخل نہیں؟ یقیناً ہیں تو کیا ہمیں حضور نے کلمہ پڑھایا ہے - ہم تک آپ کی رسالت صدیوں کے فاصلے سے پہنچی ہے پھر بھی ہم آپ کی جماعت ہیں آپ کی امت میں ہیں ہم ان ملکوں میں تبلیغ کے کام میں آپ کا مشن ہی ادا کررہے ہیں اسی طرح امام مہدی کی ہر کامیابی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہی کامیابی شمار ہوگی کیونکہ امام آپ کے غلام کی حیثیت میں خلافت کریں گے

حسینی صاحب

امام قمی کی عبارت کا مطلب صاف ہے کہ حضور اس پہلو سے اس دنیا سے ناکام گئے کہ آپ ساری دنیا کو مسلمان نہ بناسکے اور جو قانون الٰہی آپ لائے اسے پوری دنیا میں نافذ نہ کرسکے ہاں محدود پیمانے پر ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کو جنگ بدر میں فتح ملی ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ آپ کو مکہ پر فتح حاصل

ہوئی لیکن یہی تو آپ کا مشن نہ تھا آپ پوری دنیا میں تو اسلام کو غالب نہ کر سکے تھے یہ حضور کی کامیابی محدود تھی عرب کا بھی صرف ایک حصہ مسلمان ہوا تھا سارا عرب نہیں تو یہ بات حقیقت ہے کہ آپ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوسکے آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا حضور دنیا سے کامیاب ہو کر گئے ؟

مفتی صاحب

ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اپنے مشن میں کامیاب ہو کر گئے

حسینی صاحب

مگر تاریخ اسکا انکار کرتی ہے

مفتی صاحب

مجھے اپنی بات پوری کرنے دیں تاریخ اسکا انکار کرتی ہے تو قرآن اسکی تائید کرتا ہے اصلاتاً آپ نے فتح مکہ کی کامیابی پائی اور خلافتاً آپ کو روم اور ایران مصر اور شام اور ہند و سندھ کی کامیابی حاصل ہوئی اور پھر بذریعہ امت آپ کی رسالت برطانیہ اور یورپ اور امریکہ اور چین و جاپان میں پہنچی اور روئے زمین پر کوئی کچا اور پکا گھر ایسا نہ رہے گا کہ اسلام وہاں ضرور پہنچے گا یہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابی ہے

حسینی صاحب

مگر حضور خود تو فتح مکہ کے بعد آگے کہیں نہ جاسکے کیا آپ کا اپنا مشن یہیں تک تھا ؟

مفتی صاحب

ہاں - اسی لئے تو قرآن میں آپ کو اب تسبیح و تحمید پر لگا دیا گیا

اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ

اگر اصالتاً آپ کو آگے دوسرے ملکوں میں بھیجنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسا نہ فرماتے - معلوم ہوا کہ آگے آپ کے خلفاء آپکے مشن کو لیکر جائیں گے اور انکی کامیابی آپ کی ہی کامیابی ہوگی

(نوٹ) حسینی صاحب بار بار درمیان میں مداخلت کرتے رہے اور مفتی صاحب آپ کو یاد دلاتے رہے کہ آداب مجلس کا پاس کریں مگر حسینی صاحب اتنے گھبرائے ہوئے ہیں کہ کچھ کہتے نہیں بالآخر حسینی صاحب یہ کہنے لگے کہ میں اس پر سوری (SORRY) ہوں پھر چپ ہوگئے اور مفتی صاحب نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی)

حسینی صاحب

امام شعبی کے کہنے کا مطلب صرف یہی تھا کہ حضور خود پوری دنیا میں عدل و انصاف نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے

مفتی صاحب

اس بات کو خمینی یوں بھی کہہ سکتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس دور میں پوری دنیا میں فتوحات نہ پاسکے لیکن یہ کہنا یعنی غلط ہے کہ آپ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو سکے ۔ اصلاح تو یہ آپ کا مشن ہی نہ تھا آپ کے مشن کی ۔ بات خلافت پوری ہوتی تھی اور پوری ہوئی اب آپ پر اپنے مشن کی ناکامی کا الزام لگانا آپ کی ریاست بے ادبی اور توہین ہے ۔ خمینی نے تو ایسا اس لئے کہا کہ آپ کی جو کامیابیاں خلفاء ہو گیں وہ انہیں تسلیم نہیں کرتا اور نہ آپ کے خلفاء کی خلافت کو وہ صحیح مانتا ہے پھر ہم خمینی کی بات کو کیسے درست کہہ سکتے ہیں

حسینی صاحب

امام خمینی نے صرف حضور کو ہی ناکام نہیں کہا ہوتا تو آپ کہہ سکتے تھے کہ ایسا کہنا انکار خلافت کیلئے تھا امام نے تو تمام پیغمبروں کو اپنے مشن میں ناکام بتلایا ہے کیا ہر پیغمبر کی خلافت متنازعہ فیہ ہے کیا حضرت نوح اپنی قوم کو اپنا ہم نوا بنا سکے کیا حضرت عیسی کامیاب ہوئے کیا کئی پیغمبر قتل نہیں ہوئے آپ اس بات کو کیوں تسلیم نہیں کرتے کہ کوئی پیغمبر پوری دنیا میں عدل و انصاف کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا یہ کام ہوگا تو صاحب العصر والزماں کے ہاتھوں پورا ہوگا

مفتی صاحب

مجھے حسینی صاحب کی اس حالت پر افسوس آرہا ہے کہ جب ان سے کوئی بات نہیں ہو پاتی وہ یکے بعد دیگرے پیغمبروں کا نام لے رہے ہیں کہ دیکھو نوح کیسے ناکام ہوئے عیسی کیسے ناکام ہوئے فلاں پیغمبر کیسے ناکام ہوئے ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناکام ہوئے ۔ حسینی صاحب تمام پیغمبروں پر حملے کرتے جارہے ہیں کہ کس طرح یہ ناکام ہوئے تھے

حسینی صاحب ہم مسلمان ہیں اور ہمارے عقیدے میں ۔ یہ بات داخل ہے کہ ہر پیغمبر کا احترام کیا جائے قرآن کریم میں یہ ضرور فرمایا گیا ہے کہ بعض انبیاء قتل کیے گئے یہاں بھی رسول کا لفظ نہیں ہے لیکن یہ وہاں بھی نہیں کہا گیا کہ یہ تمام ناکام ہوئے تھے یا فلاں رسول اور فلاں نبی ناکام ہو کر گیا ہے مگر خمینی نے جو کہا ہے وہ غور طلب ہے ۔ اس نے صرف ایک پیغمبر پر انگلی نہیں اٹھائی اس نے یک قلم تمام پیغمبروں کو تختہ مشق بنایا ہے یعنی جو نبی بھی آئے وہ ناکام ہوئے ۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی پیغمبر پوری دنیا کیلئے مبعوث نہ ہوا تھا خمینی نے غلط کہا کہ انکے ذمہ تھا پوری دنیا میں عدل و انصاف کا نفاذ کریں یہ ان پیغمبروں پر جھوٹ باندھنا ہے

(مفتی صاحب نے خمینی کی عبارت پھر پڑھی تو حسینی صاحب نے کہا کہ میں یہ نہیں سمجھ رہا ہوں)
صدر مجلس نے مفتی صاحب سے کہا کہ اسکا انگریزی ترجمہ کردیں چنانچہ مفتی صاحب نے اسکا انگریزی ترجمہ کیا پھر کہا کہ)

جب خمینی یہ کہتا ہے کہ کوئی نبی بھی انصاف کو نافذ نہ کر سکا تو اسکا معنی یہ ہوگا کہ وہ حقیقی تمام دنیا میں

عدل و انصاف نافذ کرنے کیلئے گئے تھے حالانکہ کئی نبی ایسے ہوئے جنہیں صرف پیغام پہنچانے کیلئے بھیجا گیا

(نوٹ) حسینی صاحب بات سننے کیلئے تیار نہیں بار بار درمیان میں بولتے ہیں)

حسینی صاحب

پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ لوگ جذبات کی رو سے نہیں انصاف کے پہلو سے سوچیں تو معلوم ہوگا کہ امام خمینی نے اس عبارت میں کیا کہا؟ رکاوٹوں کی وجہ سے آپ ایمان نہ کرسکے اسکا معنی یہ ہے کہ کچھ رکاوٹیں پیش آگئیں آپ کو ۲۳ سال لے گر اس میں کتنی لڑائیاں ہوئیں۔ سو امام خمینی کی عبارت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ آنحضرت اپنی زندگی کو دنیا کے تمام لوگوں کو مسلمان نہ بناسکے مجھے یقین ہے کہ آپ میری اس بات کی تائید کریں گے کیونکہ یہ حقیقت ہے۔ تاریخ کہتی ہے میں اور آپ فیصلہ نہ کریں اور جذبات کی رو سے آپ اسکا انکار نہ کریں تاریخ کہتی ہے کہ عرب کا ایک حصہ کو آپ مسلمان نہ بناسکے افریقہ کے ایک حصہ کو آپ مسلمان نہ بناسکے ایران حضرت عمر (یہ حسینی کے الفاظ ہیں) کے دور میں فتح ہوا اسکے علاوہ دنیا کے اور حصوں کے لوگ دوسرے اوقات میں اسلام لائے۔ سو امام خمینی نے جو کچھ کہا ٹھیک کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس نے کوئی غلط بات کی ہو حضور کا کامیاب ہونا محدود تھا لیکن مکمل طور پر آپ کو کامیاب ہونا تاریخ کو معلوم ہے

مفتی صاحب

حسینی صاحب نے یہاں دو باتیں کی ہیں (۱) ایران حضرت عمرؓ کے دور میں فتح ہوا (۲) دوسرا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں ناکام رہے

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ حضور اپنی زندگی میں ایران نہیں گئے اور دوسرا شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایران فتح کیا ہے تو دونوں کی بات میں کوئی ٹکراؤ نہیں دونوں کی باتیں اپنی اپنی جگہ درست ہیں لیکن اگر کوئی اسکا معنی یہ بتلائے کہ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایران نہیں گئے اس لئے آپ ناکام ہیں تو یہ سراسر آپ کی توہین ہے

ہم خمینی کے اس عقیدہ پر بحث کررہے ہیں کہ اس نے حضور کی توہین کی ہے کہ حضور (معاذ اللہ) ناکام ہوئے۔ خمینی یہ کہہ سکتا تھا کہ حضور کا پیغام ساری دنیا کو نہیں پہنچا اس لئے وہاں انصاف نہ ہوسکا لیکن یہ کہنا کہ حضور اپنی زندگی میں اپنے مشن میں ناکام ہوئے یہ بہت گستاخانہ اور بے ہودہ بیان ہے کوئی مسلمان اس بات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہ ہوگا

افسوس کہ حسینی صاحب بار بار حضور کی ناکامی کو ثابت کرنے پر مصر ہیں۔ بات کہنے کے طریقے ہوتے ہیں اگر خمینی کا مفہوم یہی تھا تو وہ ناکام کا لفظ استعمال کے بغیر بھی کہہ سکتا تھا لیکن اس نے جس کیلئے لفظوں میں ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو ناکام بتلایا ہے وہ انتہائی توہین آمیز ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ماننے والا یہ بات ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا

سے ناکام گئے ہیں۔ کوئی مسلمان اس گستاخانہ عقیدہ کو برداشت نہیں کرسکتا ہے
اسی لئے جب شیعہ کہتے ہیں کہ ہم مسلم ہیں اور عام لوگ کہتے ہیں کہ یہ مسلمان نہیں تو اسکا باعث اس طرح کا بنیادی اختلاف ہے جس نے مسلمانوں کو یہ سوچنے پر مجبور کیا ہے کہ ہم میں اور شیعوں میں بنیادی اختلاف کیا ہے؟ اور خمینی نے کھلے لفظوں میں حضور کی توہین والا بیان دیا ہے تو مسلمان اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ان سے بنیادی اختلاف ہے اور عقائد کے اختلاف کی وجہ سے یہ فاصلے اصولی درجے کے ہیں تو انکا یہ سمجھنا اپنی جگہ بالکل حق بجانب ہوگا۔ ہم کبھی اس بات پر اتفاق نہیں کرسکتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناکام ہوئے ہیں اور امام مہدی کامیاب ہونگے۔ امام مہدی کے وقت کی تمام کامیابیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں ہی سمجھی جائیں گی

حسینی صاحب

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ امام خمینی نے بات صحیح کہی ہے اور اس میں حضور کی توہین کا کوئی پہلو نہیں۔ برائے سوال میری بات پر توجہ دیں۔ یہ کہنا کہ امام خمینی نے توہین کی ہے ناقابل یقین ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی حضور کی توہین کرے گا وہ کافر مرتد ہوگا اور واجب القتل ہوگا۔ مگر امام خمینی کا یہ بیان توہین آمیز نہیں ہے۔ یہاں جو کہا گیا کہ حضور ساری دنیا میں انصاف نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے۔ آپ ہی بتائیں کہ کیا حضور اس میں کامیاب ہوئے آپ میری بات کا جواب ہاں یا نہ میں دیں کیا حضور نے ساری دنیا کو مسلمان بنایا تھا۔ آپ جذبات سے نہیں تاریخ سے بتائیں کہ حضور نے ایران کو مسلمان کیا تھا کیا آپ نے روم کو مسلمان بنایا تھا؟ کیا آپ نے افریقہ کو مسلمان بنایا تھا خمینی نے یہ کہا تو یہ حضور کی توہین نہیں ہے میں آپ سے کہتا ہوں کہ میں اس بیان میں تقیہ نہیں کررہا ہوں

مفتی صاحب

میں پہلے یہ عرض کرچکا ہوں کہ قرآن کریم کی رو سے یہ بات کہ آپ ساری دنیا کو مسلمان بنائیں یا آپ ایک ایک جگہ جاکر انصاف نافذ کریں آپ کے مشن میں نہ تھی گو آپ کی خواہش تھی کہ سب مسلمان ہوجائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دی کہ یہ بات آپ کے ذمہ نہیں نہ ہی آپ کا یہ مشن ہے

لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین (پ ۱۹ الشعراء ۳)

(ترجمہ) شاید تو گھونٹ مارے اپنی جان اس بات پر کہ وہ ایمان نہیں لاتے

اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ لگایا ہوتا کہ آپ سب کو مسلمان بنائیں تو پھر کیا اللہ آپ سے یہ بات کہتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب لوگوں کو مسلمان کرنا آپ کے اس وقت کے مشن میں سے نہ تھا

صدر مجلس کا بیان

(صدر مجلس کے بیان کے دوران حسینی صاحب بار بار بول پڑتے تھے اب انہوں نے کہا)

حسینی صاحب

میں نے یہ نہیں کہا تھا میں تو ہر جملہ میں لفظ اگر (IF) استعمال کر رہا ہوں کہ اگر اسکا معنی یہ ہے IF THIS IS THE MRANING - صدر صاحب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ سلمان رشدی کے بارے میں فتویٰ جس نے دیا وہ امام خمینی تھے اگر آپ خود توہین کرنے والے ہوتے تو اسکے خلاف فتویٰ کیوں دیتے

صدر مجلس

حسینی صاحب آپ کا وقت ختم ہو گیا تھا بولنے کیلئے اب جبکہ آپ نے کہا ہے تو میں دوسرے مقرر کو بھی ایک منٹ کا وقت دیتا ہوں

مفتی صاحب

شکریہ - میں ایک منٹ لیتا ہوں - اگر آپ چاہیں تو حسینی صاحب کو دو منٹ اور بھی دے دیں کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہ ایک ہی بات بار بار رٹ رہے ہیں اور موضوع سے غیر متعلق بات کر رہے ہیں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن میں یہ بات نہ تھی کہ آپ سب کائنات کے لوگوں کو مسلمان بنائیں خمینی نے حضور کے ذمہ یہ مشن اس لئے لگایا کہ آخرہ آپ کو ناکام کہہ سکے اور امام مہدی کو کامیاب بتلا سکے

صدر مجلس

اب میں دونوں مقرروں سے گذارش کرتا ہوں کہ آخر میں اختتامی بات کر دیں تاکہ مجلس برخاست کریں - حسینی صاحب آپ پہلے فرمائیں اسکے بعد مفتی صاحب کہیں گے

حسینی صاحب

خلاصہ کلام یہ کہ جو کچھ میں نے کہا جس کے سبب یہاں گولہ ہیں اور نیپ میں بھی ہے وہ یہ کہ میں نے قرآن سے تین آیتیں پیش کی ہیں مجھے جواب دیا گیا کہ ان آیات کا تعلق غیر انبیاء سے ہے اور

آیت الذین یبلغون رسلت اللہ وغیرہ یہ خاص انبیاء سے متعلق ہیں لیکن اس پر انہوں نے کوئی ثبوت نہیں دیا میں ان سے اسکا ثبوت چاہتا ہوں

رہی بات امام خمینی کی - میں نے کہا تھا کہ اگر کامیابی کا معنی یہ ہے کہ حضور ساری دنیا کو مسلمان کریں تو یہ بات تاریخ سے ثابت ہے کہ آپ اس میں ناکام رہے

مظفر صاحب

پہلی بات یہ ہے کہ میں نے اپنی بات کا آغاز اس کتاب (عقائد الشیعہ) سے کیا تھا کہ حسینی صاحب کو اس میں دیئے گئے حوالوں پر کوئی کلام ہو تو وہ بتائیں مگر جواب میں خاموشی رہی یہ سب نے دیکھا ہے آپ کی خاموشی نے ثابت کردیا کہ میرے تمام حوالے صحیح ہیں اور آپ کے پاس اسکا کوئی جواب نہیں

پھر تقیہ کا موضوع زیر بحث آیا حسینی صاحب تقیہ کو بطور ایک حکم کے قرآن سے نہیں دکھا سکے جو آیتیں انہوں نے پیش کیں وہ صرف رخصت کے درجہ میں اجازت دیتی ہیں اہل عزیمت لوگ خدا کی سوا کسی سے خوف نہیں کھاتے اور تقیہ نہیں کرتے - اور آپ سب نے تقیہ کے بارے میں سن لیا ہے کہ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جس کے نیچے شیعہ کے جملہ عقائد کام کرتے ہیں قرآن - پیغمبر - اور دیگر عقائد کے بارے میں خمینی سے پہلے جنہوں نے یہ عقیدہ لکھا تو اس میں احتمال تھا کہ انہوں نے تقیہ کیا ہو اور اسکا اقرار کیا ہو کہ ہم تقیہ کے طور پر ایسا کہتے ہیں - جب خمینی کی باری آئی تو انکے پاس اقتدار تھا اس نے کمل کر بات کہدی - بات ایک ہی تھی وہ پہلے نہ کہہ سکے تقیہ کرلیا اور اس نے کہدیا کیونکہ اقتدار پاس تھا اس سے آپ کو تقیہ کہنا آسان ہوجاتا ہے

(نوٹ)

اس دوران حسینی صاحب بول پڑے کہ اب مجھے وقت دیجئے - صدر مجلس نے کہا کہ معاف کیجئے اب وقت ختم ہے اور میں اسی وقت مجلس کے اختتام کا اعلان کرتا ہوں مگر پھر حسینی صاحب بول اٹھے کہ مجھے پچاس سیکنڈ دیئے جائیں صدر مجلس نے جواباً کہا کہ آپ پھر کوئی نیا سوال اور مسئلہ شروع کریں گے پھر جواب الجواب ہوگا اسلئے اب ناممکن ہے -

اس لئے یہ مجلس ختم ہوتی ہے میں سب مہمانوں کا شکر گزار ہوں اور امید کرتا ہوں کہ سامعین نے اس بحث سے کچھ نہ کچھ نتیجہ ضرور اخذ کیا ہوگا جزاکم اللہ

۱ - لا یجوز علیهم التعمیت فی الاخبار ولا التقیه لان ذالک یؤدی الی التشکک فی اخبارهم (تفسیر مجمع البیان ج ۷ ص ۵۳)

(۲) روح المعانی میں والستدل بالآیه علی عدم جواز التقیه علی الانبیاء علیهم السلام مطلقا (ج ۲۲ ص ۲۸) امام فخرالدین رازی لکھتے ہیں کہ یہ آیت انبیاء و مرسلین کے متعلق ہے الذین یبلغون رسالات الله یعنی کانوا هم ایضا مثلک رسلا ثم ذکروا بحالهم انهم جردوا الخشیه ووحدوها لقوله ولایخشون احدا الا الله فصار لقوله فیهداهم اقتده (ج ۲۳ ص ۲۱۳) اگر انبیاء تقیہ کرتے تو کافروں کے ہاتھوں مصیبتیں نہ اٹھاتے۔ (معارف القرآن محمد ادریس کاندھلوی ج ۵ ص ۵۰) - بیلغون رسالات اللہ سے مراد تبلیغ رسالت ہے وهی سفاره العبد بین الله وبین ذوی الالباب من خلقه ای ایصال الخبر من الله (روح البیان ج ۷ ص ۱۸۲)

(۳) قال الجصاص الرازی واعطاء التقیه فی مثل ذالک انما هو رخصه من الله تعالی ولیس لواجب بل ترک التقیه افضل قال اصحابنا فیمن اکره علی الکفر فلم یفعل حتی قتل انه افضل ممن اظهر وقد اخذ المشرکون خبیب بن عدی فلم یعط التقیه حتی قتل فکان عند المسلمین افضل عن عمار بن یاسر وفی هذا دلیل علی ان اعطاء التقیه رخصه وان الافضل ترک اظهارها فلااثم علیه حتی یقتل افضل عن الاخذ الرخصه (احکام القرآن ج ۲ ص ۲۹۰)

مسیلمہ کذاب نے جب دو شخصوں کو زبردستی اپنی رسالت منوانی چاہی تو ایک نے انکار کردیا اور شہادت پائی اور دوسرے نے اسکی رسالت پر ہاں کہدی اور بچ گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا

اما هذا المقتول فمضی علی یقینه وصدقه فهنیئا له واما الاخر فقبل رخصه الله فلا تبعه علیه (تفسیر کبیر فخرالدین الرازی ج ۷ ص ۳) - تفسیر مدارک میں ہے ومقتل ابو عمار افضل لان فی الصبر علی القتل اعزازا للاسلام (تفسیر مدارک التنزیل ج ۲ ص ۲۳) فتح الباری میں ہے فنزلت هذه الآیه رخصه فی ذالک وهو کالآیات الصریحه فی الزجر عن الکفر بعد الایمان ثم رخص فیه لمن اکره علی ذالک فتح الباری ج ۲۶ ص ۱۵۱) علامہ آلوسی لکھتے ہیں وکان الافضل ان یتجنب عن ذالک اعزازا للدین ولو تیقن القتل (روح المعانی ج ۳ ص ۲۳۸) الافضل ان یتجنب عنه ویصبر علی الاذی والقتل (روح البیان ج ۵ ص ۸۵)

ہر مفسر یہاں اسے رخصت کہتا ہے کہ سوائے اہل عزیمت کا مقام ہرگز نہیں کہا جاسکتا جان کے خوف سے کلمہ کفر زبان پر لانا صرف عامی لوگوں کے بارے میں تو کہا جاسکتا ہے لیکن انبیاء اور ماموریں جو اہل عزیمت میں ہیں وہ کس طرح کلمہ کفر زبان پر لاسکتے ہیں سو یہ حضرات کبھی تقیہ نہیں کرتے۔

(۴) حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد امام مجاہد (۱۰۴ھ) کہتے ہیں قال المجاہد هذا الحکم کان ثابتا فی اول الاسلام لاجل ضعف المومنین فاما بعد قوت الاسلام فلا (تفسیر کبیر للرازی ج ۷ ص ۱۳) حضرت معاذ بن جبل کا یہ ارشاد قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ) نے اس طرح نقل کیا ہے کہ۔ ابتداء اسلام میں جب تک دین کا استحکام نہ ہوا تھا اور اسلام میں قوت نہ آئی تھی تقیہ جائز تھا لیکن اب مسلمانوں کیلئے دشمن سے تقیہ کرنا جائز نہیں (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۲۵) علامہ آلوسی لکھتے ہیں من یعنی الایمان انما وقع فی محل لا یمکن ان یظهر دینه وما هو علیه لتعرض المخالفین وجب ان یهاجر الی محل یقدر فیه علی الاظهار ولا یجوز له ان یمکن هناک ویکتم دینه بعذر الاستضعاف فارض الله واسعه (روح المعانی پ ۵ ص ۲۸) امام ابن ہمام لکھتے ہیں وخالف فی ذالک قوم من السلف فقالوا لا تقیه بعد ان اعز الله الاسلام [فتح القدیر ج - ص ۳۳۱]

(۵) قال العلامه سعید حموی بنیت هاتان الآیتان ان ملاقه عدم اطمینان القلب بالکفر عند الاکراه هو الهجره والجهاد اذا تیسرت ظروف ذالک (الاساس فی التفسیر ج ۱ ص ۳۰۰)

شیعہ عقیدہ موجودہ قرآن کے بارے میں

۱۔ عن جابر قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہ وحفظہ کما نزلہ اللہ تعالیٰ الا علی بن ابی طالب والائمۃ من بعدہ علیہ السلام

(اصول کافی کتاب الحجۃ جلد ۔ ص ۲۲۸)

ترجمہ۔ جابر سے روایت ہے اس نے کہا میں نے امام باقر سے سنا لوگوں میں سے کوئی دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے سارا قرآن اس طرح جمع کیا ہو جیسا کہ یہ اترا تھا۔ جو ایسا دعویٰ کرے وہ کذاب ہوگا اس کو خیال کے مطابق نہ کسی نے جمع کیا نہ کسی نے یاد کیا۔ مگر علی بن ابی طالب نے اور ان کے بعد آنے والے آئمہ نے۔

۲۔ قرا رجل علی ابی عبداللہ علیہ السلام وانا استمع حروفا من القرآن لیس علی ما یقرؤھا الناس فقال ابو عبداللہ علیہ السلام کف عن ھذہ القراءۃ اقرا کما یقرا الناس حتی یقوم القائم فاذا قام القائم قرء کتاب اللہ عز و جل علی حدہ و اخرج المصحف الذی کتبہ علی علیہ السلام (اصول کافی جلد ۲ ص ۶۳۹)

ترجمہ۔ حضرت امام جعفر کے پاس ایک شخص نے قرآن پڑھا اور میں ایسے حروف سنتا رہا جو لوگوں کے قرآن پڑھنے کے مطابق نہ تھے۔ حضرت امام نے فرمایا اس طرح نہ پڑھ۔ اس طرح پڑھ، جس طرح لوگ پڑھتے چلے آرہے ہیں، یہاں تک امام مہدی کا ظہور ہو۔ جب آپ آئیں گے تو اس وقت قرآن کریم اپنی اصل پر پڑھا جائے گا اور قرآن لایا جائے گا جو حضرت علی نے لکھا تھا۔

۳۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحا و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین۔ (پ ۳ سورہ آل عمران آیت ۳۳)

ترجمہ۔ بالتحقیق اللہ نے آدم اور نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالموں سے برگزیدہ کیا۔

قدیم شیعی مفسر علامہ علی بن ابراہیم قمی ۳۰۸ھ لکھتے ہیں (طبع تبریز ۱۳۱۵)

• قال العالم علیہ السلام نزل و آل عمران و آل محمد علی العالمین فاسقطوا آل محمد من الکتاب ص ۴۳

ترجمہ۔ حضرت امام نے کہا قرآن میں آل عمران کے ساتھ آل محمد کے الفاظ بھی تھے۔ صحابہ نے آل محمد کے الفاظ قرآن سے نکال دیے

نوشتہ۔ لوگوں نے اس لفظ کو نکال دیا ہے۔ اسے انکل تم جانا دیا اور تحریف کیلئے طور پر سامنے آگیا۔

۴۔ ولقد عہدنا الی آدم من قبل فنسی ولم نجد لہ عزما (پ ۱۶ سورہ طہ آیت ۱۱۵)

ترجمہ۔ اور آدم کو ہم نے پہلے ہی ایک حکم دیا تھا پس وہ اس کو بھول گئے اور ہم نے ان میں پختگی نہ پائی۔

"کافی میں جناب امام جعفر صادق سے خدا تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں منقول ہے کہ واللہ! جناب رسول خدا پر یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی

ولقد عہدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد و علی و فاطمہ والحسن والحسین والائمہ من ذریتھم (فنسی) ھکذا واللہ نزلت علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اصول کافی جلد نمبر ۱ ص ۴۱۶" حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۶۳۷

ترجمہ۔ اور آدم کو ہم نے پہلے سے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ان کی ذریت کے آئمہ کے بارے میں حکم دیا تھا۔ سو آدم علیہ السلام بھول گئے۔ خدا کی قسم حضورؐ پر یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی۔

۵۔ ثم یاتی من بعد ذالک عام فیہ یغاث الناس و فیہ یعصرون (پ ۱۲ سورہ یوسف آیت ۴۹)

ترجمہ۔ پھر اس کے بعد ایک ایسا برس آئے گا کہ جس میں لوگ سیر و سیراب ہوجائیں گے اور جس میں وہ نچوڑیں گے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنجناب امیرالمومنین علیہ

اسلام کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت یوں تلاوت کی۔ حضرت نے فرمایا وائے ہو تجھ پر کیا نچوڑیں گے؟ کیا خمر نچوڑیں گے؟ اس شخص نے عرض کی یا امیرالمومنین پھر میں اسے کیوں کر پڑھوں؟ فرمایا خدا نے یوں نازل فرمائی ہے۔

ثم یاتی من بعد ذلک عام فیه یغاث الناس و فیه یعصرون (تفسیر قمی ص ۳۲۳)

یعنی یعصرون کو مجہول بنایا' جس کے معنی ہیں۔ ان کو بادلوں سے پانی بکثرت دیا جائے گا۔

حاشیہ ترجمہ مقبول میں اس آیت پر لکھا ہے۔

"شراب خور خلفاء ظالم کی یعصرون کو یعصرون سے بدل کر معنی کو زیر و زبر کیا گیا ہے۔ (ترجمہ مقبول ص ۴۷۹)

۶۔ ذالک بانهم کرهوا ما انزل الله فاحبط اعمالهم

ترجمہ۔ یہ اس لیے کہ اللہ نے جو کچھ اتارا اس سے انہوں نے نفرت کی۔ پس اس نے بھی ان کے اعمال اکارت کر دیے (پ ۲۶' سورہ محمد آیت ۹)

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جبرئیل امین نے جناب رسول خدا کو یہ آیت یوں پہنچائی تھی۔

ذالک بانهم کرهوا ما انزل الله فی علی۔

مگر مرتدین نے علی اڑا دیا (ترجمہ مقبول ص ۱۰۱)

۷۔ واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین فی سدر مخضود وطلح منضود (پ ۲۷ سورہ الواقعہ آیت ۲۹)

ترجمہ۔ اور داہنے ہاتھ والے کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے۔ وہ بغیر کانٹوں کے بیری کے درختوں میں ہوں گے اور تہ بہ تہ کیلوں میں۔

ترجمہ مقبول کے حاشیہ پر ہے۔

کسی شخص نے جناب امیرالمومنین کے سامنے وطلح منضود پڑھا تو حضرت نے فرمایا کہ طلح کا کیا موقع ہے اصل تو یوں ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ونخل طلعها هضیم

کسی نے عرض کی پھر حضور اسے بدل کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا آج اس کا موقع نہیں کہ قرآن

مجید کی اصلاح کر کے عوام الناس کو بیچان میں لایا جائے۔ ائمہ علیہم السلام میں سے یہ حق مخصوص جناب صاحب الامر (امام مہدی) علیہ السلام کا ہے' قرآن مجید کو اسی حد پر پڑھوائیں گے' جس حد پر وہ زمانہ جناب رسول خدا میں پڑھا جاتا تھا۔ (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۱۰۴۷)

۸۔ چھٹی صدی ہجری کے ثقہ شیعی عالم ابو منصور احمد الطبرسی لکھتے ہیں۔

ولو شرحت کلما اسقط و حرف و بدل مما یجری هذا المجری لطال و ظهر ما تحظر التقیه اظهاره من مناقب الاولیاء و مثالب الاعداء (الاحتجاج الطبرسی جلد۱ ص ۲۵۴)

ترجمہ۔ اور اگر میں تمہارے سامنے کھول دوں کہ کیا کچھ قرآن سے نکالا گیا اور بدلا گیا اور اس میں تحریف کی گئی تو بات لمبی ہو جائے گی۔ تقیہ جس کے اظہار کو روکتا ہے۔

اور پھر گیارھویں صدی کے شیعہ محقق ملا محسن کاشانی علامہ طبرسی کی مذکورہ عبارت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

المستفاد من جمیع هذه الاخبار وغیرها من طریق اهل البیت علیهم السلام ان القرآن الذی بین اظهرنا لیس بتمامه کما انزل علی محمد صلی الله علیه و آله بل منه ما هو خلاف ما انزل الله ومنه ما هو مغیر محرف و انه قد حذف عنه اشیاء کثیره منها اسم علی علیه السلام فی کثیر من المواضع و منها لفظه آل محمد صلی الله غیر مره و منها اسماء المنافقین فی مواضعها و منها غیر ذلک و انه لیس ایضا علی الترتیب المرضی عند الله و عند رسوله صلی الله علیه وسلم و به قال علی بن ابراهیم (تفسیر الصافی جلد ۱ ص ۴۹)

ترجمہ۔ ان سب احادیث اور اہل بیت کی دیگر روایت سے یہی ثابت ہے کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ یہ پورا نہیں' جیسا کہ آنحضرت ﷺ پر اترا تھا' بلکہ اس میں

(۱) ایسی باتیں ہیں جو اللہ کے نازل کردہ کلام کے خلاف ہیں اور

(۲) ایسی بھی ہیں' جن میں تبدیلی کی گئی اور وہ تحریف شدہ ہیں اور

(۳) ان میں سے بہت سی چیزیں نکال دی گئی ہیں۔ انہی میں سے حضرت علی کا نام بھی تھا جو بہت سے مقامات میں تھا اور انہی میں لفظ آل محمد بھی تھا جو کئی جگہ تھا اور

(۴) انہی میں کئی مقامات پر منافقین کے نام بھی تھے۔ اسکے علاوہ اور بھی کئی باتیں تھیں اور یہ بات بھی ہے کہ موجودہ قرآن اس ترتیب پر نہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ہاں پسندیدہ ہو اور یہی بات (مشہور مفسر) علی بن ابراہیم نے کہی ہے۔

شیعہ عقائد رسالت کے بارے میں

۱۔ ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً" ما بعوضة" فما فوقها (پ ا البقرہ آیت ۲۶)

ترجمہ۔ بیشک اللہ کو مچھر تک کی مثل بیان کرنے میں کوئی شرم نہیں ہے' نہ اس سے کسی بڑے جانور کی۔

مچھر اور بڑے جانور سے کون کون مراد ہیں' اسے شیعہ ثقہ مفسر علی بن ابراہیم قمی سے سیے۔

فالبعوضة امیر المومنین وما فوقها رسول اللہ علیہ وسلم (تفسیر قمی ص ۳۹)

ترجمہ:۔ مچھر سے مراد حضرت علی ہیں اور اس سے بڑے سے مراد............ (استغفر اللہ العظیم)

۲۔ شیخ طوسی اور نعمانی الغیبہ میں امام جعفر رضا سے روایت کرتے ہیں کہ امام مہدی کے ظہور کی علامت ہوگی کہ وہ بروئے آفتاب ننگے ہوکر ظاہر ہوں گے اور منادی اعلان کرے گا کہ امیر المومنین ہی دوبارہ آگئے ہیں۔ اس ننگے مہدی کا سب سے پہلا مرید کون ہوگا اسے ملا محمد باقر مجلسی سے سیئے۔

اول کسیکہ با او بیعت کند محمد باشد"

ترجمہ۔ سب سے پہلے جو اس (ننگے مہدی) کی بیعت (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کریں گے (حق الیقین جلد دوم ص ۳۴۷)

۳۔ چار دفعہ متعہ کرنے سے افضل حضور ﷺ کا درجہ پاتا ہے۔ شیعہ ثقہ عالم ملا فتح اللہ کاشانی حضورؐ کی طرف نسبت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

من تمتع مرہ حضرحتہ کدرجہ الحسین ومن

فمن تمتع مرتین فدرجته کدرجة الحسن ومن
تمتع ثلث مرات فدرجته کدرجة علی ومن
تمتع اربع مرات فدرجته کدرجتی

(تفسیر منہج الصادقین جلد ۱ ص ۳۵۶)

ترجمہ: جس نے ایک دفعہ متعہ کیا اسے حسین کا درجہ مل گیا۔ جس نے دو دفعہ متعہ کیا اسے حسن کا درجہ مل گیا۔ جس نے تین دفعہ متعہ کیا اس نے حضرت علی کا درجہ پالیا۔ جس نے چار دفعہ متعہ کیا اس کا درجہ میرے برابر ہوگا۔ (استغفر اللہ)

۳۔ ایران کے امام خمینی اپنی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ ص ۵۲ پر لکھتے ہیں۔

ان من ضروریات مذهبنا ان لائمتنا مقاما لا یبلغه ملک مقرب ولا نبی مرسل

ترجمہ: یہ چیز ہمارے شیعہ مذہب میں ضروریات میں سے ہے کہ ہمارے اماموں کا وہ درجہ ہے جسے کو مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پاسکتا (استغفر اللہ)

شیعہ عقائد ام المومنین زوجہ رسول خدا حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں

۱۔ چوں قائم ظاہر شود۔ عائشہ را زندہ کند تا بر او حد بزند و انتقام فاطمہ از او بکشد (حق الیقین ص ۳۴۷)

ترجمہ: جب امام مہدی ظاہر ہوں گے۔ عائشہ کو زندہ کریں گے تاکہ اس پر حد جاری کریں اور ان سے فاطمہ کا انتقام لیں (استغفر اللہ)

۲۔ پھر یہی ملا محمد باقر مجلسی حضرت ام المومنین کے بارے میں لکھتا ہے۔

عائشہ عداوہ۔ (معاذ اللہ) (تذکرۃ الائمہ ص ۶۱)

۳۔ ملا محمد باقر مجلسی نے ام المومنین حضرت حفصہ طاہرہ اور حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے۔

آں دو منافقہ۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۷۴۵)

محمد باقر مجلسی کا ترجمہ کیا ہے اسے علامہ قمی کے الفاظ میں دیکھیے "اکثر مصنفات فارسی واگد مرحوم مجلسی برائے عوام پارسی زبان نوشتہ بخوانید تاخود را مبتلا بیک بچہ رسوائی بے خرد نہ کنید۔"
(کشف الاسرار ص ۱۲۱)

ترجمہ۔ وہ فارسی کتابیں جو مجلسی مرحوم نے ایرانی لوگوں کے لئے لکھی ہیں۔ انہیں پڑھتے رہو تاکہ اپنے آپ کو کسی اور ایسی بے وقوفی میں مبتلا نہ کرو۔

۳۔ شیعہ مترجم قرآن مقبول دہلوی حاشیہ قرآن پر امام باقر کے نام سے لکھتا ہے
"دو عورتوں نے آنحضرت ﷺ کو موت سے پہلے زہر کھلادیا تھا۔ مطلب حضرت کا وہی دو عورتیں ہیں۔ خدا ان پر اور ان کے باپوں پر لعنت کرے۔" (استغفراللہ)
(پ ۴۔ آل عمران ص ۱۳۴)

شیعہ عقائد دربارہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم

ا۔ شیعہ کے درجہ اول کے محدث ملا محمد بن یعقوب الکلینی (۳۲۸ھ)
حضرت امام باقر کے نام سے یہ عقیدہ پیش کرتے ہیں۔
كان الناس اهل ردة بعد النبي صلى الله عليه واله الا ثلثه فقلت ومن الثلاثه فقال المقداد بن الاسود و ابوذر الغفاری و سلمان الفارسی رحمة الله عليهم و بركاته

ترجمہ۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد سب لوگ سوائے مقداد بن الاسودؓ ابوذر غفاری اور سلمان فارسی کے مرتد ہو گئے تھے۔

۲۔ و ان الشيخين فارقا الدنيا ولم يتوبا ولم يتذكرا ما صنعا با امير المومنين عليه السلام فعليهما لعنة الله والملائكة والناس اجمعين
(فروع کافی کتاب الروضہ ص ۱۱۵)

ترجمہ۔ ابوبکر اور عمر بغیر توبہ دنیا سے چلے گئے اور انہوں نے جو کچھ حضرت علی سے کیا اس کا انہوں نے کبھی ذکر تک نہ کیا سو ان دونوں پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام لوگوں کی۔ (استغفراللہ)

۳۔ واعتقاد ما در برائت آنست کہ بیزاری جویند از بت ہائے چہارگانہ یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ و زنان چہارگانہ یعنی عائشہ و حفصہ وہندو ام الحکم۔ واز جمیع اشیاع و اتباع ایشاں و آنکہ ایشاں بدترین خلق خدایند و آنکہ تمام نمے شود۔ اقرار بخدا و رسول و ائمہ مگر بہ بیزاری از دشمنان ایشان (حق الیقین جلد دوم ص ۵۱۹)

ترجمہ۔ اور تبرا کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ چار بتوں یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و معاویہ اور چار عورتوں یعنی عائشہ و حفصہ وہندو ام الحکم سے اور ان کے سب ساتھیوں اور پیروؤں سے اظہار بیزاری کریں۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں اور خدا، رسول اور ائمہ کا ماننا اس کے بغیر نہیں ہو سکتا کہ ان دشمنوں سے بیزاری ہو۔

۵۔ آنحضرت انصار میں سے ایک شخص کے پاس آئے اور اس سے دریافت کیا کہ آیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ہے اور ایک بکری ذبح کی اور گوشت کو مشوی کیا یعنی خال تکے آگ پر بھون لئے جب آنحضرت کے سامنے رکھا تو آنحضرت کے دل میں آرزو پیدا ہوئی کہ میرے ساتھ اس وقت علی و فاطمہ اور حسن و حسین بھی ہوتے۔ مگر اتفاق سے آگئے اس وقت ابوبکر و عمر۔ پھر ان دونوں کے بعد علی مرتضے پہنچے اور خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ

(پ ۱۷ سورہ الحج آیت ۵۲ دیکھئے)

مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ تم سے پہلے بھی جو رسول اور نبی و محدث گزرے ہیں، ان میں سے کسی نے کوئی آرزو کی تو شیطان نے ان کی آرزو میں کوئی نہ کوئی اڑنگا لگا ہی دیا، جیسے اس نے یہاں اپنے دونوں ایجنٹ ابوبکر و عمر بھیج دیئے (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۶۷۳ سورہ الحج)

۵۔ ملا محمد باقر مجلسی کے الفاظ بھی ملاحظہ کیجئے۔

فرعون و ہامان یعنی ابوبکر و عمر (حق الیقین ص ۳۴۳)

۶۔ و آنچہ در کتب مبسوط از وجہت نسب و حسب عمر و ولدالزنا بودن او مذکور است۔ ایں رسالہ گنجائش ذکر آنہا ندارد ص ۵۵۹۔

ترجمہ۔ اور بڑی کتابوں میں حضرت عمر کے حسب اور نسب کی کیفیت اور ان کے ولد الزنا

ہونے کے بارے میں جو کچھ لکھا اس رسالہ میں اس کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ (معاذ اللہ)

۷۔ قرآن کریم میں سورہ النحل آیت نمبر ۹۰ میں ہے۔

ینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی

اللہ بے حیائی اور بدی اور بغاوت سے منع فرماتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علی بن ابراہیم قمی لکھتے ہیں۔

الفحشاء والمنکر والبغی فلان و فلان و فلان ص ۲۱۸

فحشاء منکر اور بغی سے مراد وہ وہ اور وہ ہیں۔

الفحشاء سے مراد ہیں جناب اول اور المنکر سے مراد ہیں حضرت ثانی اور البغی سے مراد ہیں

مسٹر ثالث (حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۵۵۱)

۸۔ پھر امام زین العابدین کے نام سے ان دونوں کو یوں کافر کہا گیا ہے۔ دیکھئے حق الیقین ص ۵۲۲

"مرا خبر دہ از حال ابو بکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بودند۔"

ترجمہ۔ (سائل نے کہا) حضرت! مجھے ابو بکر و عمر کے (دل کے) حال کی خبر دیں۔ آپ نے فرمایا۔ دونوں کافر تھے۔ (معاذ اللہ)

عقیدہ شیعہ دربارہ اہل بیت حضرت

۱۔ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء نے حضرت علی کا ان صفات سے ذکر کیا ہے۔

"مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائناں در خانہ گریختہ ای بعد ازاں کہ شجاعان دھر را ہلاک ا گندی مغلوب ایں نامرداں گردیدہ ای۔ (حق الیقین ص ۲۰۳)

ترجمہ۔ رحم میں پڑے ہوئے بچے کی طرح تم پردہ نشین ہوئے بیٹھے ہو اور خیانت کرنے والوں کی طرح گھر بھاگ آئے ہو اور دنیا کے بہادروں کو خاک ہلاکت پر گرانے کے بعد خود ان نامردوں سے مغلوب ہو گئے ہو۔

۲۔ یہی باقر مجلسی لکھتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ نے عورتوں سے سن کر حضرت علیؓ کے حلیہ

کی یہ شکایت بھی کی تھی۔

"او مردیست شکم بزرگ و ستانہائے بلند و ہموار و سر پائے
استخوانش کندہ است و پیش سرش مو ندارد و چشم ہائے بزرگ
دارد پیوستہ دندانہایش خندہ کشادہ است و مال ندارد۔" (جلاء العیون ص ۵۸ در احوال سیدہ نساء)

ترجمہ۔ یہ بڑے پیٹ والا آدمی ہے۔ ہاتھ اس کے اونچے اونچے ہیں اور اسکی ہڈیوں کے بند واضح ہوئے ہیں۔ سر کے اگلے بال بھی اڑے ہوئے ہیں۔ آنکھیں بڑی ہیں' دانت اس کے ہمیشہ کھلے رہتے ہیں اور مال کچھ اس کے پاس ہے نہیں۔

۳۔ اسی ملا باقر مجلسی نے حضرت سیدہ فاطمہ الطاہرہ کے خواب کو شیطانی خواب بھی لکھا۔ دیکھیے جلاء العیون ص ۵۳

"خواب فاطمہ از شیطانیست کہ اورا دوحارے گویند۔"

ترجمہ۔ حضرت فاطمہ کا خواب شیطانی تھا۔ اس شیطان کو دوحار کہتے ہیں۔

۴۔ مشہور شیعہ عالم ابو منصور احمد الطبرسی لکھتا ہے کہ۔

"حضرت ابوبکر نے قنفذ کو حضرت علی کے پاس بھیجا۔ یہ لوگ بغیر اجازت حضرت علی کے گھر داخل ہو گئے۔ حضرت علی اپنی تلوار کی طرف بڑھے۔ مگر یہ لوگ اسے اٹھا چکے تھے۔ انہوں نے حضرت علی کو پکڑ لیا۔ گلے میں رسی ڈالی۔ حضرت فاطمہ درمیان میں حائل ہو گئیں تو قنفذ نے انہیں بھی مارا۔ پھر حضرت علی کو گلے میں رسی ڈالے حضرت ابوبکر کے پاس لائے۔ وہاں حضرت عمرؓ خالد بن ولید' ابو عبیدہ بن الجراح اور بہت سے لوگ جمع تھے۔ حضرت عمر نے حضرت علی کو بہت جھڑکا اور بیعت کرنے کے کہا۔

ثم تناول ید ابی بکر فبایعہ
(الاحتجاج للطبرسی ص ۸۳' ص ۸۴)

ترجمہ۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر کا ہاتھ پکڑا اور آپ کی بیعت کرلی۔

۵۔ ملا باقر مجلسی نے حضرت علی سے حضرت فاطمہ کی ناراضگی کا قصہ جلاء العیون ص ۶۱ پر یوں لکھا ہے۔

"جبرئیل از جانب خداوند جلیل بزد محمد نازل شد و گفت

حق تعالیٰ ترا اسلام نے رسانند وی فرمایا کہ اینک فاطمہ
خود تو سے آید برائے شکایت علیؑ ازدو و جواب علی بیزے تعالی مکن چوں فاطمہ داخل شد حضرت رسول فرمود کہ بہ شکایت علی آمدہ ای؟ گفت بلے۔ برب ا لکعب پس فرمود برگرد بسوئے علی و بگو بر قم انف خود راضیم بانچہ کنی۔

ترجمہ۔ خداوند جلیل کی طرف سے آپ (حضور) کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ ابھی فاطمہ آپ کے پاس علی کی شکایت لے کر آئیں گی۔ فاطمہ سے علی کے بارے میں کوئی بات نہ سننا۔ جب حضرت فاطمہ آئیں۔ حضورؐ نے پوچھا کیا علی کی شکایت لے کر آئی ہو؟ انہوں نے کہا۔ رب کعبہ کی قسم آپ نے فرمایا علی کی طرف واپس ہوجا اور کہہ کہ اپنی ناک کو زمین پر رگڑنے میں خوش ہوں۔ آپ جو چاہیں کریں۔

عقیدہ شیعہ دربارہ اہل السنہ والجماعہ

۱۔ شیعہ کا سب سے بڑا محدث محمد بن یعقوب ا لکلینی امام باقر کے نام سے یہ عقیدہ لکھتا ہے۔

ان الناس کلھم حریہ البغایا ما خلا شیعتنا (فروع کافی کتاب الروضہ ص 135 لکھنؤ)

ترجمہ۔ ہم شیعوں کے سوا سب کے سب لوگ حرامزادے ہیں۔

۲۔ ملا محمد باقر مجلسی لکھتا ہے

"وقتیکہ قائم ظاہر مے شود پیش از کفار ابتدا بہ سنیاں خواہد کرد با علماء ایشاں وایشاں را خواہد کشت ودر مجمع البیان نیز مضمون ایں حدیث را از آنحضرت روایت کردہ است" (حق الیقین ص ۵۲۷ ر ۲)

ترجمہ۔ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو دوسرے کافروں سے پہلے سنیوں کے علماء سے ابتدا کریں گے اور ان کو قتل کریں گے۔ تفسیر مجمع البیان میں بھی حدیث کا یہ مضمون آنحضرتؐ سے مروی ہے۔

۳۔ ملا محمد باقر مجلسی حضرت امام زین العابدین کے نام سے تمام اہل سنت کو ان الفاظ میں کافر لکھ گیا ہے۔

"مرا خبرده ازحال ابوبکر و عمر حضرت فرمود ہر دو کافر بودند وہر کہ ایشاں رادوست داورد' کافر است۔"

(حق الیقین ص ۵۲۲ جلد دوم)

ترجمہ۔ مجھے ابوبکر و عمر کے حال کی خبر دو۔ حضرت نے فرمایا دونوں کافر تھے اور جو کوئی انہیں اچھا سمجھے وہ بھی کافر ہے۔

۴۔ اہل سنت کو ناصبی قرار دینے کی یہ صورت امام علی النقی کے نام سے پیش کی گئی ہے۔ دیکھئے حق الیقین ص ۵۲۱ حصہ دوم

"سوال کردند کہ آیا محتاج ہستیم و درواسنن ناصبی بہ زیادہ ازیں کہ ابوبکر و عمر تقدیم کند بر امیر المومنین و اعتقاد بہ امامت آنہا و ستند باشند۔ حضرت در جواب نوشت۔ ہر کہ ایں اعتقاد داشتہ باشد اوناصبی است

ترجمہ۔ سوال کیا کہ ناصبی کے بارے میں اس سے سوا کہ وہ ابوبکر و عمر کو حضرت علی پر مقدم سمجھتا ہے اور ان کی امامت کا قائل ہے کچھ اور جاننا بھی ضروری ہے۔ حضرت نے فرمایا جو کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہو وہ ناصبی ہے۔

۵۔ یہ ملا محمد باقر پہلے ناصب کے بارے میں یوں لکھ آئے ہیں

"آں بد تراست از ولد الزنا بدرستیکہ حق تعالیٰ خلقی بد تر از سگ نیا فریدہ است۔ و ناصبی نزد خدا خوار تر از سگ است۔" حق الیقین ۲ ص ۵۱۶

ناصبی (جو حضرت ابوبکر و عمر کو مقدم سمجھتا ہو) ولد الزنا سے بھی بدتر ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتے سے زیادہ بدتر کسی چیز کو نہیں بنایا۔ لیکن ناصبی خدا کے اس کتے سے بھی زیادہ خوار ہے۔

امام انقلاب ایران علامہ خمینی کے نظریات

ا۔ شیعہ کے مشہور مجتہد اور معتمد ثقہ عالم نوری طبرسی نے موجودہ قرآن کریم کے خلاف ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام ہے

فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب

علامہ خمینی نے اپنی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ ص ۲۱ پر علامہ نوری طبرسی کا ذکر بڑے احترام

سے کیا ہے اور اس کی کتاب مستدرک الوسائل کے حوالہ سے اپنے موضوع ولایت فقیہ کی تکمیل کی ہے۔

۲۔ حضرت ابوبکر و عمر کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"آنانیکہ سالہا در طمع ریاست خود بودند پیغمبر چسپانده بودند و دسته بندی ہائے کرده ممکن نبود بیگفتہ قرآن انکار خود دست بردارند بہر حیلہ بود کار خود را انجام مے دادند"

(کشف الاسرار ص ۱۱۳)

ترجمہ: وہ لوگ جو کئی سالوں سے اپنی حکومت کے طمع میں اپنے آپ کو دین پیغمبر سے چپکائے بیٹھے تھے اور انہوں نے گروہ بندی کر رکھی تھی۔ ناممکن تھا کہ قرآن کے الفاظ سے اپنے کام سے باز آجائیں۔ جس طرح سے بھی ہو سکے انہیں اپنے کاموں کو سرانجام دینا تھا۔

۳۔ "آنانیکہ جز برائے دنیا و ریاست با اسلام و قرآن سروکار نداشتند و قرآن را وسیلہ اجرائیات فاسد خود کرده بودند"

(کشف الاسرار ص ۱۱۴)

ترجمہ: وہ لوگ جو دنیا اور حکومت کے سوا اسلام اور قرآن سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے اور قرآن کو اپنی بری نیتوں کے چلانے کا وسیلہ بنائے بیٹھے تھے۔

۴۔ علامہ خمینی نے کشف الاسرار ص ۱۱۴ کے آخر میں ایک عنوان قائم کیا ہے:

"مخالفت ہائے ابوبکر با نص قرآن"

پھر ص ۱۱۷ پر عنوان قائم کیا ہے۔

"مخالفت عمر با قرآن خدا"

پھر اہل سنت کے جوابات کی تردید میں یہ عنوان قائم کیا ہے۔

یک نظر بگفتار یاوہ گویاں

(کشف الاسرار ص ۱۲۰)

ترجمہ: یاوہ گوئی کرنے والوں کی باتوں پر ایک نظر۔

۵۔ اب حضرت عثمان کے بارے میں بھی خمینی صاحب کی سن لیجئے

"ما خدائے را پرستش مے کنیم و مے شناسیم کہ کارہایش بر اساس خرد پایدار و بخلاف گفتہ ہائے عقل ہیچ کارے نہ کند نہ آں خدائے کہ بنائے مرتفع از خدا پرستی و عدالت و دینداری بنا کند

و خود بجزاہی آں بکوشد۔ یزید و معاویہ و عثمان وامثال آنہا چپاولچی ہائے دیگر را بامردم امارت دہد۔"
(کشف الاسرار ص ۱۰۷)

ترجمہ: ہم اس خدا کی پرستش کرتے ہیں اور اسی کو جانتے ہیں جس کے کام پختہ عقل پر مبنی ہوں اور وہ عقل کے فیصلے کے خلاف کچھ نہ کرے' نہ ایسے خدا کو جو خدا پرستی' انصاف اور دینداری کی ایک اونچی عمارت بنائے۔ اور پھر خود ہی اسے برباد کرنے کی کوشش کرے اور یزید' معاویہ و عثمان اور ان جیسے بدقماشوں کو لوگوں کی سرداری دے دے۔ (معاذ اللہ)

قائد انقلاب ایران علامہ خمینی کے' قرآن کریم کے بارے حضرت ابوبکر و عمر کے بارے میں اور حضرت عثمان ذوالنورین کے بارے میں اختیار کئے گئے نظریات کی یہ ایک مختصر تصویر ہے۔ اسے ہم نے بلا تبصرہ و تردید آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اب آپ خود فیصلہ کریں کہ یہ عقائد و نظریات آپ کے نزدیک کس حد تک لائق قبول ہیں۔۔۔۔۔۔ یہ فیصلہ بھی اب آپ ہی کریں کہ ایران میں علامہ خمینی کی آمد کیا ایک سیاسی انقلاب ہے یا اس کے پردے میں شیعہ مذہب کا نشر و فروغ کار فرما ہے۔۔۔۔۔ اور یہی وجہ اس انقلاب کی بقا کی ہے والسلام

مطالعہ کیجئے
مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی ۱۲۰ صفحات